Digitized by Khilafat Library Rabwah

Regd. L. No. 2595 — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Regd. L. No. 2595. — ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کی اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

نور

ویھدی اللہ لنورہ من یشاء

THE NOOR
QADIAN.

ہر ماہ کی ۷ — ۱۷ — ۲۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر — ایس محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ے
〃 ششماہی 〃 ۲ے
〃 سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ے
〃 سالانہ امراء 〃 ۵ے
〃 ممالک غیر سے آٹھ شلنگ

جلد ۲۶ — اخبار نور قادیان دارالامان مؤرخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۷ء مطابق ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ — نمبر ۱۰

اللہ تعالیٰ اس دوست کو جزائے خیر دے

ایک بہت بڑی شخصیت کے مالک خدا تعالیٰ انہیں حسنات دارین کا وارث بنائے اپنی شہرت سے بے نیاز ہو کر اپنی ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"میرے پیارے محمد یوسف صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

یقیناً قرآن مجید کے گورمکھی و ہندی تراجم کر کے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت شائع فرما کر آپ اسلام کی عظیم الشان خدمت بجا لائے ہیں اور آپ تمام ہندوستان میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے تبلیغی نقطۂ خیال سے ان اہم اور عظیم الشان کاموں کو انجام دیا۔ مسلم انڈیا اس کیلئے جسقدر بھی آپکا شکریہ ادا کرے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکا حامی و ناصر ہو اور جزائے خیر سے سرفراز فرمائے۔ میں اس خط کے ہمراہ دو سو (۲۰۰) روپیہ کی ناچیز رقم ارسال کر رہا ہوں قبول فرما کر شکریہ کا موقع دیجئے۔ اور نیز میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر خوش ہو اور انجام بخیر ہو۔"

نور۔ دوست اس معزز شخصیت کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ خداوند قدوس اسلام کیلئے اپنے پہلو میں دردمند دل رکھنے والی اس ہستی کو دین و دنیا کے حسنات سے سرفراز فرمائے۔ یہ صاحب احمدی جماعت سے وابستہ نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں ایسی بھی معقول پسند ہستیاں ہیں جو ہر کار خیر میں خواہ وہ کسی کی طرف سے انجام پذیر ہو حوصلہ افزائی کیلئے تیار ہیں اور یہ امر واقعہ ہے کہ آج باوجود اس انتشار اور پراگندگی کے ہندوستان کے مسلمانوں میں جو کچھ زندگی کی رمق پائی جاتی ہے تو محض ایسی ہی معقول پسند اور اپنے پہلو میں اسلام کیلئے دردمند دل رکھنے والی ہستیوں کے طفیل۔ صمیم قلب سے دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس معزز بھائی کو اجر عظیم دے اور حسنات دارین سے سرفراز فرمائے۔

ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر محمد یوسف نے قادیان میں باہتمام ... اللہ بخش پریس میں چھپوا کر دفتر نور قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

سکھوں کیلئے مسلمانوں سے اتحاد مفید ہو سکتا ہے یا ہندوؤں سے؟

(میرا وہ لیکچر جو ۲۶ر دسمبر ۱۹۳۶ء کو قادیان کے سالانہ جلسہ پر ہزارہا مخلوق کی حاضری میں دیا گیا)

آج یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں کہ سکھ ہندوؤں کی طرف زیادہ مائل ہیں، جو ہندوؤں کی ہوشیاری کا نتیجہ ہے اور ہوشیار ہونا خوبی ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ حقیقتاً سکھوں کا اتحاد مسلمانوں سے زیادہ مفید رہ سکتا ہے یا ہندوؤں سے، لہٰذا میں آسانی کے لئے اپنے اس لیکچر کو چار شقوں پر تقسیم کرتا ہوں۔ اوّل روحانی نقطۂ خیال سے، دوم۔ تاریخی نوعیت سے، سوم، تمدنی جہت سے، چہارم سیاسی پہلو سے،

سب سے اوّل میں روحانی نقطہ خیال کو لیتا ہوں وہ یہ کہ از روئے گرنتھ یا سکھوں کی دیگر مقدسہ کتب کے سکھوں کا اتحاد قرآن مجید کے ماننے والوں سے ہونا چاہئے یا ویدوں کے ماننے والوں سے، اہل مکہ سے ہونا چاہئے یا بنارس کے باشیوں سے۔ گورو صاحب فرماتی ہیں ؎

نرنکار نربکار نرلمب (بغیر سہارے)

آدا نیل انا د اسمب (بغیر پیدائش)

تانکا موڑا و چارت بھیدا

تانکا بھید نہ پاوت بیدا

یعنی وہ ذات ایک ہے، بغیر سہارا کے، بغیر پیدائش کے، جو پہلے بھی تھی، اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی، اور وید اس کے بھید کو کیا جانے، اور آگے دیکھئے ؎

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدونکا ابھیاس

ہرنام چیت نہ آوہی نہ نج گھر ہووے باس

یعنی بڑے بڑے رشی اور منی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے، اور خدا کی خوشنودی کو حاصل نہ کر سکے۔

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ گورو صاحب یا سکھ مذہب کی مقدسہ کتب ویدوں کے ماننے والوں کے ساتھ اتحاد اور اتفاق کی حامی نہیں، اگر ہوتیں تو ویدوں کے متعلق علانیہ ایسی رائے کا اظہار نہ کیا جاتا، اور بھی بہت سے اقوال اور شلوک پیش کئے جا سکتے ہیں مگر وقت تنگ، بطور نمونہ مشتے از خروارے یہی کافی ہیں اب دیکھنا ہے کہ اس کے مقابلہ پر قرآن مجید اور قرآن مجید کے ماننے والوں کے متعلق کیا رائے ہے، چنانچہ شری گرنتھ صاحب رام کلی محلہ ۱ میں یہ لکھا ہے ؎

کل پروان کتیب قرآن پوتھی پنڈت رہی پران

نانک ناؤ بھیا رحمان کر کرتا تو ایکو جان

یعنی اس فیج اغوج کے زمانہ میں جبکہ گناہوں اور پاپوں کی بہتات ہے، صرف ایک کتاب کے ماننے سے ہی نجات ہو سکتی ہے، کیونکہ وہ کتاب پروان ہو چکی ہے، یعنی درجہ قبولیت حاصل کر چکی ہے، جس کا نام قرآن مجید ہے، اور اس کے بالمقابل جس قدر پوتھیاں پنڈت اور وید و پران وغیرہ ہیں وہ رہ چکے ہیں، اور اس کتاب میں خدا کا نام رحمان پکارا گیا ہے، اب ان اقوال میں گورو صاحب نے صاف ارشاد فرما دیا ہے، کہ پوتھیوں اور ویدوں کی نسبت اس زمانہ میں قرآن مجید کو فضیلت ہے، اس سے میرے سکھ بھائی اس کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ گورو صاحب نے ویدوں کے ماننے والوں کے ساتھ اتحاد کی تلقین فرمائی ہے یا قرآن مجید کے ماننے والوں کے ساتھ، میں اس وقت یہ نہیں کہتا کہ گورو صاحب مسلمان تھے، اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ سکھ قرآن مجید کو مان لیں، کیونکہ یہ میرے موضوع سے باہر ہے، ہاں میں یہ ضرور کہوں گا، کہ اپنے گورو کے ان اقوال کی موجودگی میں سکھوں کو مسلمانوں سے اتحاد کرنا چاہئے یا ہندوؤں سے، پھر شری گورو گرنتھ رام کلی محلہ ۵ میں یہ لکھا ہے ؎

مہروان مولا تو ایک پیر پیغمبر شیخ

دلا کا مالک کرے ہاک قرآن کتیب تے پاک

یعنی خدا تو ایک ہے، جسے پیر پیغمبر اور شیخ مانتے ہیں اور اس ایک خدا کے ماننے کی تعلیم کہاں سے حاصل ہو سکتی ہے، اس کی تو آسان راہ ہے، وہ یہ کہ دلوں کا مالک یعنی خدا پکار پکار کر کہہ رہا ہے، کہ اس ایک خدا کو آپ قرآن مجید میں پائیں گے، جو پاک یعنی مقدس ہے، اب ان اقوال سے سکھ دوستوں کو بخوبی اندازہ لگا لینا چاہئے کہ ان کی مقدس کتاب اور ان کے مقدس گورو انہیں کن کے ساتھ اتحاد کی تلقین کر رہے ہیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ گورو صاحب اہل مکہ سے اتحاد کی تلقین فرما رہے ہیں یا اہل ہردوار سے، جب گورو صاحب ہردوار گئے، تو انہوں نے وہاں ہندوؤں کے عقیدہ کے برخلاف مچھلی پکانی شروع کر دی اور بجائے شرق کے غرب کی جانب پانی اچھالنا شروع کر دیا، اور فرمایا ؎

تیرتھ نہاؤ نہ اترس میل کرم دہرم سب ہوم کی پھیل

(آدگرنتھ ماجھ محلہ پہلا:۔

انیک تیرتھ جے جتن کرے

تا انتر کی ہومے کدی نہ جائے

یعنی لاانتہا تیرتھوں پر جانے سے بھی دل کا کپٹ دور نہیں ہو سکتا، تیرتھوں پر جانے سے گناہ دور نہیں ہو سکتے اس سے اندازہ لگالیں کہ گورو صاحب تیرتھوں کے ماننے والوں سے اتحاد کے حامی نہ تھے، اب برخلاف اس کے یہ دیکھنا ہے کہ اہل مکہ اور مکہ کے متعلق گورو صاحب کیا کہتے ہیں، چنانچہ لکھا ہے، جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۳۲

"یہ مکہ مدینہ آد جگاد دا تیرتھ ہے"

یعنی یہ مکہ مدینہ شروع دنیا سے ہی خدا کا گھر ہے، اور رہتی دنیا تک یہی خدا کا گھر رہے گا، اسی سے سمجھ لو کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گورو صاحب اہل ہردوار کے ساتھ اتحاد کے حامی تھے یا اہل مکہ کے ساتھ، پھر گورو صاحب نے اس اتحاد کو صرف زبانی قول تک ہی محدود نہیں رکھا، بلکہ کچھ اپنے عملی نمونہ سے بھی کر دکھلایا وہ یہ کہ واران بھائی گورداس جی میں لکھا ہے کہ

بابا پھر مکے گیا نیل بستر دھارے بنوالی
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلے دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچہ جتھے حاجی حج گذاری

اب اس سے بڑھ کر اتحاد کا عملی نمونہ کیا ہو سکتا ہے میں ان اقوال کی وضاحت میں نہیں جانا چاہتا، اب دیکھنا یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی گورو صاحب ہندوؤں سے اتحاد کی تعلیم دیتے ہیں، یا مسلمانوں سے، آدگرنتھ میں یہ لکھا ہے کہ

"ہندو انا ترکو کانا دوہاں وچوں گیانی سیانا"

یعنی ہندو تو اندھا ہے اور ترک یعنی مسلمان ایک آنکھ والے ہیں اور دونوں میں عارف آنکھوں والا یعنی سوجاکھا ہے اب صاف ظاہر ہے، کہ اندھے کی نسبت ایک آنکھ والا بہرحال بہتر ہے، اور گورو صاحب کی یہ رائے اُس وقت کے نقلی مسلمانوں کے متعلق تھی نہ کہ اصلی مسلمانوں کے متعلق چنانچہ اسلام یا مسلمانوں کے متعلق گورو صاحب کی رائے یہ ہے سہ

جو پربھ پرم پرکھ اپجائے
تن من اپنا راہ چلائے

یعنی پہلے جو پرم پرکھ پیدا ہوئے۔ ان کے مذہب میں کجی آگئی، پھر کیا ہوا اس کا جواب اگلے دو مصرعوں میں ہے، وہ یہ سہ

مہادین تب پربھو اپراجا

یعنی اس وقت خدائے تعالیٰ نے مہادین یعنی مذہب اعظم یا سب سے بڑا دین پیدا کیا، اور وہ سب سے بڑا دین اور سب سے بڑا مذہب کونسا تھا، اس کا جواب یہ ہے سہ

عرب دیش کو کینو راجا

یعنی اس مہادین کے طفیل ملک عرب کے اُجڈ اور وحشی دنیا کے بادشاہ بن گئے، تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ گورو صاحب اصلی مسلمانوں کو ہی دو آنکھوں والا سمجھتے تھے اب یہ سکھ دوستوں کو خود سمجھ لینا چاہیئے، کہ انہیں روحانی اندھوں سے اتحاد کرنا چاہیئے یا سوجاکھوں سے،

ہندوؤں اور مسلمانوں کے متعلق گورو صاحبان کا بحیثیت مجموعی تبصرہ ملاحظہ ہو سہ

مُسلمان موم دل ہوئے انتر کی مل دل تے دھوئے
گرنتھ صفحہ ۱۷۲۹

یعنی مُسلمان نرم دل ہوتا ہے کیونکہ اس کا سینہ صاف ہوتا ہے

مُسلمان صفت شریعت پڑھ پڑھ کر وچار
گرنتھ صفحہ ۱۹۲

یعنی مسلمان قابل تعریف ہے، کیونکہ وہ شریعت کا پابند ہے اب اس کے بالمقابل ذرا ہندوؤں کے متعلق گورو صاحب کی رائے ملاحظہ ہو سہ

ہندو مولے بھولے اکھٹی جائیں ؎
نارد کہیا سے کار کرائیں اندھے گونگے اندھ اندھار
پاتھر لے پوجے مگدھ گنوار ؎ ؎ ؎
اوہ جے آپ ڈبے تم کہاں تارن ہار ؎

اب میں اس کی تشریح میں نہیں جانا چاہتا، اندھے اور گونگے سے آپ خود ہی فیصلہ کر لیں، پھر لکھا ہے سہ

ہندو ہوئے بت پرست جانت بُت خدائے
تس کو کافر آکھئے ہوئے رہے گمراہے
(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۱۰)

اب میں اس کی بھی وضاحت میں نہیں جانا چاہتا، آپ بت پرست کافر اور گمراہ کے لفظ سے نتیجہ نکال لیں، گورو صاحب کے ان اقوال کی موجودگی میں سکھ صاحبان کو ٹھنڈے دل سے اس بات کا فیصلہ کرنا چاہیئے، کہ ان کیلئے کن لوگوں سے اتحاد مفید ہو سکتا ہے، اور گورو صاحب کی تعلیم سکھوں کی کس طرف رہنمائی کرتی ہے، یہ تو تھا روحانی نقطۂ خیال سے اتحاد کا حصہ، اب میں تاریخی نقطۂ خیال کو لیتا ہوں گورو نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہترین رفقاء میں سے بھائی **مردانا** مسلمان تھا اور **شیخ فرید** اور **پیر جلال الدین قریشی** کے ساتھ گورو صاحب کی بڑی محبت تھی، اور انہوں نے باہمی رفاقت سے بڑے بڑے لمبے سفر بھی کئے، دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۳۶۲ و صفحہ ۴۵۵ - یہ صحیح ہے کہ اسوقت ہندوؤں کے بڑے بڑے پنڈت بھی موجود تھے، مگر آپ یہ کہیں نہیں پائیں گے، کہ گورو صاحب نے اپنی رفاقت میں کسی پنڈت وغیرہ کو ——— لیا ہو، اسی سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ گورو صاحب کن سے اپنے اتحاد کو ترجیح دیتے تھے، پھر سمت ۱۶۳۳ بکرمی میں اکبر بادشاہ کو جب چوتھے **گورو رامداس جی** ملے تو موضع سلطان ونڈ اور تنگ وغیرہ کے گرد و نواح میں ۲۸ ہزار بگیہہ زمین اور معقول نقدی گورو صاحب کی نذر کی، اور گورو صاحب کے مریدوں کے لئے محصول راہداری معاف کر دیا، سکھوں کا موجودہ دربار صاحب امرتسر اسی زمین میں ہے اور محصول راہداری کی معافی سے سکھ جماعت کو تقویت ہوئی اور ترقی پہنچی اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شاہان مغلیہ کو سکھ صاحبان کی کسقدر دلجوئی منظور تھی اب سکھوں کو خود غور کرنا چاہیئے، کہ ان کیلئے اتحاد کن لوگوں سے زیادہ مفید ہو سکتا ہے، اور **پانچویں گورو ارجن دیو جی مہاراج** کا نمونہ ملاحظہ ہو، اس گورو صاحب نے جب ترنتارن کا گوردوارہ بنانا چاہا، تو بلاس پور کے مسلمان راجپوتوں نے سکھوں کے اس مندر کے لئے زمین دی، اور عبدالمجید خاں حاکم فتح آباد نے سند معافی لکھدی اور گورو صاحب کے کہنے سے جہانگیر بادشاہ نے زمین کا مالیہ ایک سال کیلئے معاف کر دیا، کیونکہ ان دنوں ملک میں بہت قحط تھا، اس مالیہ کی معافی نے سکھ جماعت کو بڑی ترقی دی، کیونکہ اس وجہ سے سب کی ہمدردی سکھ گورو کے ساتھ ہو گئی، اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کرنے میں سکھوں کو کسقدر فائدہ پہنچتا رہا، پھر پانچویں گورو نے جب امرتسر کے دربار صاحب کی تعمیر شروع کی، تو اس مقدس معبد جو سکھوں کیلئے سب معبدوں سے زیادہ قابل احترام ہے کا بنیادی پتھر **حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ** سے رکھوایا گیا، حالانکہ اس وقت بڑے بڑے پنڈت، رشی اور منی کہلانے والے بھی موجود تھے، اسی سے صاف اندازہ لگا لو، کہ گورو صاحب کن سے اپنا اتحاد قائم رکھنا چاہتے تھے، اور یا بالفاظ دیگر گورو صاحبان نے اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طریق کار سے صاف الفاظ میں بتلادیا کہ سکھوں کا فائدہ مسلمانوں سے ہی اتحاد میں ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ اس مقدس معبد کا بنیادی پتھر بجائے حضرت میاں میر کے پنڈت ہردیال سے رکھواتے، اب چھٹے گورو شری ہرگوبند صاحب کو لیجئے، ان کے زیادہ تر تعلقات شیخ جان محمد، شیخ محمد اسمٰعیل، شیخ کرم اللہ و شاہ دولہ صاحب گجرات کے ساتھ تھے، حالانکہ اس وقت بڑے بڑے پنڈت اور رشی منی کہلانے والے موجود تھے، مگر سکھ تاریخ اس بات کو ثابت کرنے سے بالکل عاجز ہے، کہ گورو صاحب کا تعلق کسی ہندو پنڈت سے بھی رہا ہو، اسی سے اندازہ لگالو، کہ گورو صاحبان کا عملی نمونہ کن سے اتحاد کا حامی ہے، یعنی ہندوؤں سے یا مسلمانوں سے، اس سے بھی بڑھ کر ایک اور بات لیجئے، کہ گورو صاحب نے اپنے گاؤں شری ہرگوبند پورہ میں مسجد بنوائی، جو آج تک شری ہرگوبند پورہ میں موجود ہے، جو یہاں سے صرف نو دس میل کے فاصلہ پر ہے جس کا دل چاہے وہاں جاکر دیکھ لے، بیشک سکھوں کی تمام کتابیں اور تاریخیں ٹٹول ڈالو، کہیں بھی یہ نہیں ملیگا کہ سکھوں کے کسی گورو نے ہندوؤں کیلئے بھی کوئی ٹھاکردوارہ یا مندر بنوا کر دیا ہو، اور خود سکھ لٹریچر میں مسیت کی بہت تعریف کی گئی ہے، جیسے ؎

مہر مسیت صدق مصلّےٰ حق حلال قرآن

یعنی مسجد میں جانے سے دل میں مہر اور خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے، مسجد بنوانے سے صاف ظاہر ہوگیا کہ گورو صاحب نے اپنے سکھوں کے لئے کیا ہدایت چھوڑی اور ان کیلئے مسلمانوں سے اتحاد کی تلقین کی یا ہندوؤں سے، جب بعض ہندوؤں نے گورو ہرگوبند پر بغاوت کا الزام لگایا، تو بادشاہ نے ہندوؤں کے کہنے پر اعتبار نہیں کیا، گورو صاحب سے خود ملاقات کی اور ملاقات کے وقت یہ بات بالکل غلط ثابت ہوئی اور ملاقات پر بادشاہ اس قدر خوش ہوا کہ پانصد روپیہ روزانہ گورو صاحب کے لنگر کیلئے منظور کیا، رخصتانہ کے وقت بادشاہ خود گورو صاحب سے ملنے کیلئے آئے، پانچ گھوڑے سونے چاندی کی کاٹھیاں، جڑاؤ دستہ کی تلوار، پانچ ہزار کا خلعت، موتی مالا، جڑاؤ کنٹھا، اور ایک سو ایک اکبری مہریں گورو صاحب کی نذر کیں، اور ساتھیوں کو قیمتی دوشالے دئیے، جب آٹھویں گورو ہرکشن جی حضرت اورنگزیب سے ملاقی ہوئے، تو گورو صاحب کے لنگر کیلئے اڑھائی سو روپیہ روزانہ مقرر فرمایا، اور جب گورو صاحب کو چیچک نکلی تو اپنا شاہی طبیب معالجہ کیلئے بھیجا، اور اورنگزیب بھی وہ جسے سکھ اور ہندو بدنام کرتے تھکتے نہیں، یہ تاریخی واقعات کافی حد تک اس طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ سکھوں کے لئے اتحاد کن سے مفید ہوسکتا ہے، اب لیجئے دسویں گورو کا معاملہ جب سات پہاڑی راجاؤں بھیم چندر - کرپال چندر - کیسری چندر - سکھدیو - ہرچندر - پرتھی چندر - فتح چندر نے مشترکہ طاقت سے گورو گوبند سنگھ جی پر حملہ کیا، تو اس وقت پانصد حلوہ مانڈہ کھانے والے الگ ہوگئے اور انہوں نے لکھکر دے دیا، کہ نہ آپ ہمارے گورو اور نہ ہم آپ کے چیلے، کام آیا تو کون؟ ایک مسلمان، سید بڈھن شاہ سادھوروی، جس نے اپنے لڑکے کی زیر کمان دو ہزار فوج گورو صاحب کی مدد کے لئے بھیجی، جس کے طفیل ان سات پہاڑی راجوں کو شکست فاش نصیب ہوئی، گو سید بڈھن شاہ کا لڑکا اس میدان میں کھیت رہا، اس سے آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ ہندوؤں نے گورو صاحب سے کیا سلوک کیا اور مسلمانوں نے کیا سلوک کیا، کیا یہ تاریخی واقعات سکھوں کی رہنمائی نہیں کرتے، کہ سکھوں کیلئے کن کے ساتھ اتحاد فائدہ مند ہوسکتا ہے، پھر پہاڑی راجاؤں سے دوسرے معرکہ میں جو انند پور میں ۱۷۵۹ء کو ہوا، ان راجاؤں کے ساتھ گورو صاحب کی طرف سے لڑنے کیلئے امیر بیگ اور ماموں خاں نے بہادری کے وہ جوہر دکھلائے کہ جس کا اعتراف خود سکھوں کی تاریخ کو بھی ہے، اور گورو صاحب کے باڈی گارڈ مسلمان پٹھان تھے، اس سے اندازہ لگالو کہ گورو صاحب قابل بھروسہ کن کو سمجھتے تھے، کیا یہ واضح اور بین باتیں اور گورو صاحبان کا نمایاں نمونہ سکھوں کی اس طرف رہنمائی نہیں کرتا، کہ سکھوں کیلئے اتحاد کن سے مفید ہوسکتا ہے، اور پھر جب گورو صاحب انند پور سے شاہی فوج کی حراست سے بھاگ کر ماچھیواڑہ پہنچے تو گورو صاحب کا اپنا مرید جو نہ صرف مرید ہی تھا بلکہ گورو صاحب کا کارکن یعنی نذرانہ اور چندہ کی وصولی پر بھی مامور تھا، اور معقول مشاہرہ لیتا تھا، جس کا نام گلاب داس تھا، گورو صاحب نے ماچھی واڑہ پہنچکر اس کے ہاں پناہ لینی چاہی، مگر اس نے پناہ دینے سے صاف الفاظ میں انکار کردیا، ایسے مصیبت کے وقت میں کام آئے تو غنی اور غنی خاں نامی دو مسلمان پٹھان، جنہوں نے اپنی جان پر کھیل کر گورو صاحب کو پناہ دی، جن کا گورو صاحب سے کچھ بھی تعلق نہ تھا، جب شاہی جاسوس ماچھیواڑہ پہنچے، اور انہوں نے غنی اور غنی خاں سے دریافت کیا، تو انہوں نے گورو صاحب کو بچانے کیلئے ہر حیلہ سے کام لیا، اور کہا کہ یہ گورو گوبند سنگھ نہیں ہیں، ہمارے پیر ہیں، اوچ سے تشریف لائے ہیں چنانچہ جاسوسوں نے اپنے حاکم سپہ سالار دلیر خاں کو جو وہاں سے دس کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن تھا، یہ ماجرا بتلایا، انہوں نے کہا یہ بہت اچھی بات ہے ہم بھی پیر صاحب کی زیارت کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ غنی اور غنی خاں دو مسلمان بھائیوں نے گورو صاحب کی پالکی کو اپنے کندھوں پر اٹھایا، اور دس کوس پر دلیر خاں کے پاس لے گئے، دلیر خاں سمجھ تو گیا کہ یہ گورو صاحب ہی ہیں، مگر جب اس نے دیکھا کہ چند شریف مسلمان ان کی حمایت میں ہیں تو سر آنا پسند نہ کیا، بلکہ گورو صاحب کی دعوت کی - اب گلاب داس یا گلا با مسند اور غنی اور غنی خاں کا نمونہ سکھوں کے سامنے موجود ہے، اس سے سکھوں کو سبق لینا چاہیئے، کہ ان کیلئے غنی اور غنی خاں مفید ہوسکتے ہیں یا گلاب داس وغیرہ، خود گورو صاحب کا یہ ارشاد ہے کہ

"مینے مسند اور نرٹھیار سی اتحاد نہیں چاہئے"

یہ تینوں الفاظ اپنی تعریف اور واقعات کے لحاظ سے جس جماعت پر عائد ہوتے ہیں اسے میری نسبت سکھ زیادہ بہتر سمجھتے ہیں، مسلمان صرف یہی نہیں کہ گورو گوبند سنگھ کے ہر آڑے وقت میں کام آئے، بلکہ گولکنڈہ میں بہادر شاہ نے اورنگ زیب کی وفات کی بعد بڑا عالیشان دربار کیا، اس دربار میں ایک بیش قیمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیرا گورو صاحب کی نذر کیا، اور علاقہ ناندیڑ (دکن) کا حاکم مقرر کیا، اس وقت ناندیڑ کا گوردوارہ جس کا نام ابچل نگر یا حضور صاحب ہے وہ حضور نظام کی قلمرو میں ہے، اس گوردوارہ کے نام حضور نظام کی گورنمنٹ کی طرف سے پچاس ہزار روپیہ کی سالانہ جاگیر مقرر ہے اتنی بڑی جاگیر اور تو اور آج کسی سکھ ریاست میں بھی کسی سکھ گوردوارہ کے نام نہیں ہے، ہندوؤں کا تو ذکر ہی نہ کیجئے، ابھی یہ حال ہی کا واقعہ ہے، کہ ماچھیواڑہ میں گوردوارہ بنانے کے لئے ماچھیواڑہ کے غریب مسلمانوں نے زمین مفت پیش کی اور ایسے ہی کاٹھ گڑھ میں بھی ــــ برخلاف اس کے سکھوں کا ایک گوردوارہ موضع جھبال ضلع امرتسر میں ہے، جس کا قبضہ ہندو سکھوں کو دینے کے لئے تیار نہیں، اور کئی سالوں سے یہ جھگڑا چلا رہا ہے، کیا حضور نظام کا احسن نمونہ، ماچھیواڑہ اور کاٹھ گڑھ کی غریب مسلمانوں کی دریادلی سکھوں کے لئے بہترین رہنمائی کا موجب نہیں ہو سکتی، کہ ان کیلئے اتحاد مسلمانوں سے مفید ہو سکتا ہے، یا ہندوؤں سے - اگر ان بین واقعات کی روشنی میں بھی آپ نہیں سمجھ سکتے، تو سوائے اسکے کہ میں آپ کیلئے یہ دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھائے اور میں کیا کر سکتا ہوں -

اب میں تمدنی جہت کی طرف آتا ہوں، یعنی معاشرتی نقطہ خیال سے سکھوں کا اتحاد مسلمانوں سے مفید رہ سکتا ہے یا ہندوؤں سے - اوّل۔ سکھوں کے ہاں **دُعا** کا بہت رواج ہے، اور جیسا کہ مسلمانوں کے ہاں ہے، اور اُن کے ہاں دعا کو **ارداس** کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے، ارداس دراصل عرضداشت کی بگڑی ہوئی یا ترقی یافتہ صورت ہے، پھر ان کے ہاں شام کی عبادت جو فرض ہے، اسے **راہوراس** سے یاد کیا جاتا ہے، جو یقیناً راہ راست کا مخفف ہے، ارداس اور راہوراس کے بجالانے سے پہلے ان کے ہاں **پنج اشنانہ** ضروری ہے، وہ پنج اشنانہ کیا ہے، منہ دھونا، کہنیوں تک دونوں ہاتھ، اور پھر دونوں پاؤں، گویا پنج اشنانہ وضو کی دوسری صورت کا نام ہے، اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان مذہبی یا تمدنی طریق کے نقطہ خیال سے سکھ مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں یا ہندوؤں کے، اور اس صورت میں سکھوں کے لئے مسلمانوں کے ساتھ اتحاد مفید رہ سکتا ہے، یا ہندوؤں کے ساتھ، پھر جیسے مسلمانوں کے ہاں یہ طریق ہے کہ **ایک شخص ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتا ہے** اور باقی کے ہاتھ اُٹھا کر دل ہی دل میں اس کا ساتھ دیتے ہیں، بجنسہ یہی صورت سکھوں میں ہے، فرق صرف اتنا ہے، کہ مسلمانوں کے ہاں ہاتھ اُٹھائے جاتے ہیں، اور سکھوں کے ہاں ہاتھ جوڑے جاتے ہیں، پھر جیسے مسلمانوں کے ہاں اکٹھے بیٹھکر کھانا جائز ہے، سکھوں کے ہاں بھی یہی صورت ہے، چنانچہ جب ان کے ہاں رسم **پوہل** ادا کی جاتی ہے، تو اس وقت سب پوہل لینے والوں کو ایک برتن میں کھلایا جاتا ہے۔ **جتھے دار**۔ جیسے مسلمانوں کے ہاں یہ دستور ہے کہ سفر پر روانگی کے وقت ایک امیر جماعت ہوتا ہے، یہی صورت سکھوں کے ہاں بھی ہے، ان کے ہاں سفر میں جتھے دار ہوتا ہے ہندوؤں میں یہ صورت نہیں، جیسے مسلمانوں کے ہاں قریبی رشتہ داروں میں شادی جائز ہے، یہی صورت سکھوں میں بھی ہے، **گائے** - اب میں گائے کی عظمت کے سوال کو لیتا ہوں، ہندوؤں کے ہاں جس قدر گائے کی عظمت کا جذبہ ہے اور اس کے زیر اثر آئے روز ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو سر پھٹول ہوتی رہتی ہے، وہ آج کسی تشریح کی محتاج نہیں، یقیناً آپ یہ امر حیرانی سے سنیں گے، کہ سکھوں کے ہاں گائے کی عظمت کا کوئی سوال ہی نہیں ہے، چنانچہ شری گرنتھ صاحب راگ بسنت میں یہ لکھا ہے کہ

"گوبر جھوٹا چونکا جھوٹا جھوٹی دینی کارا"

یعنی گائے کا گوبر ناپاک اور اس کے ذریعہ باورچی خانہ میں جو چونکا دیا گیا، وہ بھی ناپاک، پھر رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ میں لکھا ہے کہ **"لنگر میں نہ گائے کا گوبر جلائے اور نہ گائے کی گوبر سے پوجا دے"**

پھر سردار بہادر بھائی کاہن سنگھ جی نابھہ نواسی جو سکھ مذہب کے آج سب سے زبردست فاضل سمجھے جاتے ہیں اور ان کی ذات پر سکھوں کو بجا فخر ہے، وہ اپنی مشہور تصنیف "ہم ہندو نہیں" کے صـ ۲۰۹ پر ہندوؤں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "آپ کے مذہب میں جو پاکیزگی کیلئے گائے کا پیشاب اور پنچگویہ دیا جاتا ہے، سکھ مذہب میں اس کے ناجائز ہونے کا اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ جس باورچی خانہ میں گائے کے گوبر کا پوچا دیا جائے، یا گائے کے گوبر کے اوپلے جلائے جائیں، وہاں کڑاہ پرشاد یعنی متبرک حلوے کا تیار کرنا ناجائز ہے، اور یہ طریق آج سے نہیں بلکہ گورو صاحبان کے وقت سے ہی چلا آ رہا ہے، اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ گائے کی پوجا یا عظمت کے نقطہ خیال سے سکھوں کا اتحاد مسلمانوں سے مفید ہو سکتا ہے یا ہندوؤں سے، اور پھر سؤر کو جیسا مسلمانوں کے ہاں ناپاک سمجھا گیا ہے، یقیناً ویسا ہی سکھوں کے ہاں بھی ناپاک قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ شری گرنتھ صاحب آد میں یہ درج ہے ــ

ایک بھگت بھگوان جنہہ پرانی کے ناہیں من
جیسے سوکر سوان نانک جانو تاہیں تن

یعنی وہ آدمی جس کے دل میں ایک خدا کی محبت نہیں وہ ایسا ہی ناپاک، نجس اور پلید ہے، جیسا کہ کتا اور سؤر- **کھانے پینے کی چیزوں** میں بھی کافی حد تک سکھوں اور مسلمانوں میں اتفاق ہے، سکھوں کے ہاں کڑاہ پرشاد یعنی حلوہ کی جو قدر ہے، وہ اظہر من الشمس، مگر یہ مسلمانوں کے ہاں بھی کچھ کم پیاری چیز نہیں ہے، جیسا کہ مسلمانوں کے ہاں ایک مشہور و معروف مقولہ ہے

اَلْمُؤمِن حُلْوٌ یُحِبُّ الْحَلْوہ

گویا جس جہت سے بھی دیکھیں، سکھوں کیلئے مسلمانوں سے اتحاد ہی زیادہ مفید ہو سکتا ہے، مسلمانوں کے ہاں گورو صاحبان کو خاص عزت اور احترام سے دیکھا جاتا ہے چنانچہ گورو نانک دیو جی کو ولی اللہ اور رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے، یہ لقب وہ ہے جو مسلمانوں کے ہاں کسی عارف باللہ کو بڑے سے بڑا درجہ دیا جا سکتا ہے، برخلاف اسکے ہندوؤں کے نمائندہ اعظم سوامی دیانند جی نے اپنی مشہور تصنیف ستیارتھ پرکاش میں "نقل کفر کفر نباشد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شری گورو نانک دیوجی مہاراج کو " دہنی " کہا ہے، اب للہ سکھ ٹھنڈے دل سے غور کریں، کہ ان کا اتحاد ان لوگوں سے زیادہ مفید ہو سکتا ہے جو شری بابا نانک جی کو ولی اللہ اور رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں یا ان سے جو نعوذ باللہ شری گورو صاحب کو " دہنی " کہتے ہیں، خداوند تعالیٰ میرے سکھ دوستوں کی رہنمائی فرمائے، اور وہ دہنی اور رحمت اللہ علیہ میں بخوبی فرق کر سکیں۔

اب میں اس کا سیاسی پہلو آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں، اوّل۔ ہندوستان میں مسلمان قریباً نو کروڑ ہیں، اور سکھ صرف چالیس لاکھ، اگر چالیس لاکھ نو کروڑ سے اتحاد کر لیں، تو یقیناً نو کروڑ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا، مگر چالیس لاکھ کو یقیناً یقیناً فائدہ پہنچ سکتا ہے، ہو سکتا ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اگر زیادہ تعداد کے ساتھ وابستہ ہونے سے فائدہ ہو سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ وابستگی ہندوؤں کے ساتھ نہ کی جائے جبکہ ادنیٰ اقوام کو الگ کر کے بھی ہندوؤں کی تعداد ہندوستان میں قریباً ۲۰ کروڑ ہے، بادی النظر میں یہ بات بہت اچھی معلوم ہوتی ہے، کہ چالیس لاکھ بجائے ۹ کروڑ کے ۲۰ کروڑ کے ساتھ وابستہ رہیں، مگر جب ہم اس پر ذرا غور سے کام لیتے ہیں، تو یقیناً یہ اتحاد سکھوں کیلئے بہت مضر ثابت ہوتا ہے، کہ اور تو اور اس اتحاد میں سکھوں کو خود اپنی ہستی سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں، وہ اسطرح کہ ایک امر سنگھ امر سنگھ رہتا ہوا، اپنے سر پر بال وغیرہ رکھتا ہوا آریہ یا سناتنی ہو سکتا ہے، اور اس کے آریہ یا سناتنی ہونے کا بہت کم لوگوں کو علم ہو سکتا ہے مگر ایک امر سنگھ بغیر محمد عبد اللہ بنے اور بغیر اپنے سر کے بالوں کا صفایا کرائے مسلمان نہیں ہو سکتا، لہٰذا اس سے یہ صاف ثابت ہوا کہ چالیس لاکھ کا بیس کروڑ میں موجود ہیئت کذائی کے ساتھ جذب ہو جانا بہت ہی آسان ہے مگر نو کروڑ میں چالیس لاکھ کا موجودہ ہیئت کذائی کے ساتھ جذب ہونا قطعی ناممکن، چنانچہ اس چالیس لاکھ کے بیس کروڑ میں جذب ہو جانے کے اثرات ابھی سے ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں، جبکہ پچھلے دنوں ڈاکٹر کرت کوٹی شنکر آچاریہ نے علی الاعلان یہ کہا کہ سکھ ہندو ہیں، ہندو اور آریہ اخبارات نے اس اعلان کو موٹے حروف میں شائع کیا، مگر سکھ اسے برداشت کر گئے حالانکہ آج سے چند سال قبل سکھ خواب میں بھی یہ لفظ سننے کیلئے تیار نہ تھے، اور پھر یہ تو ابھی ؎

ابتدائے عشق ہے ......
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

(۲) بحیثیت مجموعی مسلمان بھی سپاہی ہیں، اور سکھ بھی سپاہی ہیں، مسلمانوں کے ساتھ اتحاد سے سکھ اپنی سپاہیانہ سپرٹ کو قائم رکھ سکتے ہیں، ہندوؤں کے ساتھ اتحاد کر کے ہو سکتا ہے، کہ وہ اونچے، ڈھونچے، ڈیوڑھے، سوائے کے پہاڑے تو از بر یاد کر لیں، مگر یقیناً اپنی فوجی سپرٹ کو کھو دیں گے،

(۳) مسلمانوں کی اقتصادی حالت بھی کمزور اور سکھوں کی بھی، اور یہ دونوں ہی اس اقتصادی پہلو میں ایک تیسری سرمایہ دار قوم کے پنجہ کی گرفت میں ہیں، چونکہ اس رنگ میں دونوں کے مفاد یکساں ہیں، اسلئے مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کرنے سے تو یقیناً سکھوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے چونکہ یہ دونوں اقوام ہی اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے درپے ہیں، مگر ہندوؤں کے ساتھ اتحاد کرنے میں انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ اس پہلو میں ہندوؤں کو جو ایک سرمایہ دار قوم ہے، سکھوں سے کوئی خاص ہمدردی نہیں پیدا ہو سکتی۔

(۴) پنجاب میں سکھ بھی عام طور پر زراعت پیشہ ہیں یا کرتی، اور مسلمان بھی، اسلئے ہر دو کے مفاد اس شق میں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں، مگر ہندوؤں کے مفاد ان سے مختلف، اسلئے سکھوں کا اتحاد مسلمانوں سے ہی زیادہ مفید ہو سکتا ہے،

(۵) سکھوں کو پنجابی بہت عزیز ہے، مگر ہندوؤں کو ہندی، اور یہی وجہ ہے کہ آریہ اور ہندو اپنے مدارس اور پاٹھ شالوں وغیرہ میں بجائے پنجابی کے ہندی کو ترجیح دیتے ہیں مگر مسلمان پنجابی کے زندہ رکھنے والے ہیں، اور آج تک جو پنجابی زندہ ہے، تو محض مسلمان شاعروں کے طفیل وارث شاہ فضل شاہ، بلھے شاہ، غلام رسول اور ہدایت اللہ کون تھے؟ مسلمان۔ جن کی شاعری پر پنجابی ناز کر سکتی ہے، اس کے بالمقابل کوئی ہندو شاعر نہیں، جس نے پنجابی کی کوئی خدمت کی ہو، ان شعراء میں سے مولوی غلام رسول صاحب و بلھے شاہ صاحب اور ہدایت اللہ کا کلام خاص اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ کافیاں بلھے شاہ یوسف زلیخا، پکی روٹی، بارہ ماہ ہدایت اللہ کوئی ایک مسلمان خاص اخر امیہ نظر سے دیکھتے اور پڑھتے ہیں اور ہندوؤں کی محبت اور وابستگی براہ راست ہندی کے ساتھ ہی ہے۔

(۶) اگر ہندو واقعی سکھوں کے ہمدرد ہیں اور حقیقی معنوں میں سکھوں سے اتحاد کے خواہشمند ہیں، تو انہیں چاہئے کہ اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش سے شری گورو نانک صاحب کے متعلق جو ـــــ خطرناک ریمارک موجود ہیں انہیں نکال دیں، کم از کم سکھ بھائی ہی ہندوؤں سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ اپنی کتاب سے شری گورو نانک صاحب کے متعلق یہ نہایت ہی دلآزار فقرہ نکال دیں اگر وہ نہیں نکال سکتے، تو سکھ خود ہی اپنے دل میں فیصلہ کریں کہ ان کی غیرت ان لوگوں کے ساتھ وابستہ رہنا چاہتی ہے جو ان کے واجب الاحترام گورو کو دہنی کہتے ہیں یا ان کے ساتھ جو ان کے واجب الاحترام گورو کو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف کرنے کیلئے عام طور پر یہ دو باتیں نہایت شد و مد سے پیش کی جاتی ہیں۔

اوّل۔ گورو گوبند سنگھ کے لڑکوں کا حادثہ

دوم۔ گورو ارجن دیوجی کا معاملہ

سب سے اوّل میں گورو گوبند سنگھ کے لڑکوں کی قتل کی حقیقت کو واضح کرنا چاہتا ہوں، جب گورو گوبند سنگھ صاحب آنندپور کے قلعہ میں محصور ہو گئے، تو گورو صاحب نے کسی طریقہ سے رات کے وقت اپنے دو بچوں معہ اپنی بوڑھی والدہ کے اپنے ایک معتبر آدمی کے ساتھ قلعہ سے نکالا وہ آنندپور سے نکل کر موضع کھیڑی اپنے خاندانی پروہت گنگو برہمن کے ہاں رات کو ٹھہرے، برہمن کا دل بدل گیا، اول اس نے جو نقدی اور زیورات تھے، ان پر قبضہ کیا، پھر نواب سرہند کو اطلاع دی، نواب موصوف نے بچوں کو دربار میں بلوایا، اور حاضرین سے ان بچوں کے متعلق مشورہ طلب کیا، نواب شیر محمد خاں والئے مالیر کوٹلہ جو اتفاق حسنہ سے اسوقت دربار میں موجود تھے، انہوں نے پر زور الفاظ میں یہ مشورہ دیا کہ اگر برسر جنگ ہے تو ان کا باپ۔ ان معصوم بچوں کا کیا قصور؟ انہیں فوراً چھوڑ دینا چاہئے، چنانچہ دربار انہیں رہا کر دینے پر آمادہ ہو گیا، یہ دیکھ کر دیوان سچدانند وزیر دربار نے بچوں کے نہ چھوڑنے پر زور دیا اور یہ کہا کہ ان لڑکوں کا چھوڑنا خطرناک غلطی ہے اور کہا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"افعی را کشتن و بچہ اش را نگہداشتن کار خردمنداں نیست چرا کہ گرگ زادہ آخر گرگ شود" دیوان سچدانند

کے زور دینے پر بیشک بچوں پر ظلم ہوا، اور میں اس صریح ظلم کے ارتکاب کرنے والوں پر علانیہ پھٹکار بھیجتا ہوں، مضائقہ نہیں خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، غور کرو، سچدانند کون تھا اور شیر محمد کون تھا، یہ ظلم ہوا اور ایسا ظلم کہ جسے قہری سے قہری سیاست بھی روا نہ رکھے مگر یہ ظلم نہ تو سلطنت کے حکم سے ہوا، اور نہ شرع کے فتوے سے، حضرت اورنگ زیب کو جب اس واقعہ کی اطلاع پہونچی، تو انہوں نے نواب سرہند کو موقوف کر دیا، اس وقت کی نوابی کوئی شخصی عہدہ نہ تھی، بلکہ نسلاً بعد نسل چلتی تھی، گویا دوسرے الفاظ میں بادشاہ وقت نے نواب سرہند کے خاندان کو ہی تباہ کر دیا، اور پھر واقعات بتلاتے ہیں کہ خود گورو گوبند سنگھ جی بھی حضرت اورنگ زیب اور اس کی سلطنت کو اس ظلم سے مبرا سمجھتے تھے، چنانچہ اس واقعہ کے بعد گورو گوبند سنگھ صاحب نے حضرت اورنگ زیب کو جو فارسی منظوم خط لکھا، اس کے چند اشعار اس زیر بحث معاملہ پر کافی ووافی روشنی ڈالتے ہیں، جو درج ذیل ہیں ؎

شہنشاہ اورنگ زیب عالمی
کہ دارائے دور است و دارا زمیں
شریعت پرست و فضیلت مآب
حقیقت شناس و مطیع کتاب
چو تشریف در قصبہ کانگر کنند
در آنجا ملاقات باہم شود
بیاں شاہ خود را زبانی کنم
بروئے شما مہربانی کنم
یکے اسپ شائستہ یکصد ہزار
بیا تا بگیری ز من ایں دیار
شہنشاہ را بندۂ چاکریم
اگر حکم آید بجا حاضر شویم

فرستندہ گر شاہ فرمان بمن
حضورش بیائم ہمہ جان و تن

غور کیجئے اس نظم میں حضرت اورنگ زیب علیہ الرحمت کی کس قدر تعریف کی گئی ہے، اگر گورو صاحب کے دل میں اورنگ زیب کے متعلق ذرا بھی میل ہوتی تو گورو صاحب ایسی بہادر شخصیت کا انسان کبھی اورنگ زیب کی تعریف میں رطب اللسان نہ ہوتا، یہ خط اس امر کی صریح دلیل ہے کہ گورو صاحب کا دل اورنگ زیب سے بالکل صاف تھا۔

اب میں لیتا ہوں دوسرے معاملہ کو ——

کہا جاتا ہے کہ گورو ارجن دیوجی کو زندہ آگ میں جلا دیا گیا، آئیے اب میں کچھ اس پر بھی روشنی ڈالتا ہوں۔ جہانگیر کشمیر میں تھا، بادشاہ کی عدم موجودگی میں پنجاب کی نگرانی دیوان چندو لعل وزیر مال کے سپرد تھی، دیوان موصوف نے گورو صاحب کے لڑکے سے اپنی لڑکی کا رشتہ کرنا چاہا، کیونکہ دیوان بت پرست تھا اور گورو صاحب توحید پرست، اس واسطے گورو صاحب نے اس رشتہ کے لینے سے انکار کر دیا، دیوان مذکور نے اسے اپنی ہتک سمجھا اور اس جذباتی اضطراب کے زیر اثر اس نے گورو صاحب پر ظلم کیا —— جب جہانگیر کشمیر سے واپس آیا، تو سکھ دربار میں فریادی ہوئے، معاملہ کی تفتیش ہوئی اور دیوان قصوروار پایا گیا، حکومت نے سزا مقرر کی، مگر سکھوں نے اس بات پر زور دیا، کہ اس مجرم کو ہمارے حوالہ کیا جائے، کوئی کمزور سے کمزور سلطنت بھی مجرموں کو مدعی کے حوالے نہیں کیا کرتی، حالانکہ اس وقت مغلیہ سلطنت پورے زور پر تھی، اور اس بڑی سلطنت کے سامنے چند افراد کی کوئی حقیقت نہ تھی، اور پھر مجرم بھی کون، سلطنت کا وزیر مال، مگر سکھوں کی دلجوئی کو مدنظر رکھتے ہوئے شہنشاہ وقت نے اس مجرم کو سکھوں کے حوالہ کر دیا، جو لاہور سے امرت سر تک اسے جوتے مارتے ہوئے لائے اور بڑے بڑے عذابوں سے اس کی جان لی، اب دیکھ لو گورو ارجن دیو کے واقعہ میں سلطنت کا رویہ کیا رہا، میرے خیال میں روئے زمین پر کہیں بھی اس سے زیادہ دلجوئی اور تالیف قلوبی کی مثال نہیں ملیگی، ضرورت ہے کہ ناواقف سکھوں کو ان باتوں سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ غلط فہمی سے دور ہو کر اپنے نفع و نقصان کو بہتر سمجھ سکیں۔

شذرات

مسلمانوں کی ناجائز وسعت قلبی

ویلور کے ملک التجار مسٹر عبد الحکیم نے ہندو ہائی سکول ابندر (مدراس) کی بلڈنگ کیلئے بیس۲۰ لاکھ روپیہ کی رقم خطیر عطا کی، اور جبکہ عمارت پر کل چالیس لاکھ روپیہ صرف ہوا، ایک مسلمان تاجر کی یہ فیاضی اور رواداری کی مثال یقیناً اپنی نظیر آپ ہی ہے، اس سے قبل ایک مسلمان والئی ریاست ٹیگور یونیورسٹی کو ایک لاکھ روپیہ عطا فرما چکے ہیں اور ایک دوسرے مسلم والئے ریاست ہندو یونیورسٹی بنارس کو ایک لاکھ روپیہ دے چکے ہیں، جہاں میں ان صاحبان کی اس وسعت قلبی کی تعریف کرتا ہوں، وہاں مجھے یہ شبہ ہو رہا ہے کہ کہیں ہماری یہ وسعت قلبی یا رواداری بے جا صورت تو نہیں اختیار کر رہی ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی ∴ کہ بر آسماں نیز پرداختی

اس وقت کیا تمدنی کیا تبلیغی کیا روحانی کیا مجلسی اور کیا معاشرتی رنگ سے مسلمانوں کا جو شیرازہ بکھرا ہوا ہے وہ اظہر من الشمس۔ ایسے صاحب دلوں اور صاحب ثروتوں کیلئے یہ زیادہ اچھا ہوتا کہ وہ پہلے اپنی قوم کی پراگندہ حالت کو درست کرنے کی کوشش کرتے، اس کے بعد پھر دوسری طرف توجہ دیتے، "اول خویش بعدہٗ درویش"۔ ہندوؤں میں امراء کی کمی نہیں، ہر دو برلا صاحبان اپنی ہندو قوم کی بہتری اور بہبودی پر بعض حالات میں سالانہ لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں، مگر کیا مجال کہ انہوں نے کسی مسلم ادارہ پر ایک پھوٹی کوڑی تو خرچ کی ہو، کیونکہ وہ قوم اچھی طرح سمجھتی ہے کہ "اول خویش بعدہٗ درویش" اس بے جا رواداری کے مسلمان ہی زیادہ شوقین ہیں جبکہ ان کی اپنی قوم پر فاقے پر فاقے آ رہے ہیں جبکہ ان کا اپنا مذہب اور تمدن برباد ہو رہا ہے، مگر وہ لاکھوں کھا روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسروں پر خرچ کر رہے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمان فیاضی یا رواداری نہ دکھلائیں، مگر اول خویش بعد درویش کو نظر انداز نہ کریں اسی میں ان کا وقار اور شان ہے۔

اذان پر فساد

۶ر دسمبر کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "موضع دھیر کے علاقہ تھانہ برقی سے اذان کے معاملہ میں مسلمانوں اور سکھوں میں فساد ہوا، نتیجہ کے طور پر چند سکھ خفیف طور پر اور تین مسلمان شدید طور پر مجروح ہوئے، پولیس نے موقع پر پہنچکر حالات پر قابو پالیا۔"

اس ملک کی بدقسمتی میں کیا کلام ہو سکتا ہے جہاں کہ ایک قوم اپنی ہمسایہ قوم کو بزور بازو خداوند تعالیٰ کی عبادت سے روکے، اور یہ اس حالت میں ہے، جبکہ ہم ایک تیسری قوم کے ماتحت ہیں، اگر خدانخواستہ ایسے تنگ دل لوگوں کے ہاتھوں میں تھوڑی دیر کیلئے بھی ہندوستان کی حکومت آجائے تو مسلمانوں کیلئے جس طرح عرصۂ حیات تنگ ہو سکتا ہے وہ اظہر من الشمس، یہ ذہنیت بتلاتی ہے کہ ابھی ہم ہرگز اس قابل نہیں ہوئے کہ ہمیں سوراج مل سکے

قرآن شریف کا گورمکھی و ہندی ترجمہ اور ہندو پریس!

۲۹ر نومبر کا ریفارمر لکھتا ہے کہ "آج کے لیڈنگ آرٹیکل میں ہم اپنی حالت کا نقشہ کھینچ چکے ہیں، لیکن دوسری سوسائٹیاں کتنا کام کر رہی ہیں اس کا آریہ سماج کو خیال کرنا چاہئے، پونچھ کی جماعت احمدیہ نے قرآن کا ہندی اور گورمکھی ترجمہ اور محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا گورمکھی جیون چرتر سری راجہ صاحب بہادر پونچھ کی بھینٹ (نذر) کیا ہے، ایک طرف تو خود آریہ سماجی بھائی اپنے ساہتیہ (لٹریچر) سے اداسین (دلبرداشتہ) سے نظر آرہے ہیں، اور دوسری طرف دوسرے لوگ اپنے لٹریچر کو وسعت دینے کے نت نئے ڈھنگ اختیار کر رہے ہیں، ہم آریہ سماجیوں سے پرزور نویدن کرینگے کہ پروپیگنڈا کے اس یُگ (زمانہ) میں انہیں ہاتھ پر ہاتھ رکھکر خاموش نہیں بیٹھنا چاہئے، اور اپنی ساری شکتی سے اپنا ساہتیہ (لٹریچر) پھیلانے کیلئے کوئی قدم اٹھانا چاہئے۔"

بیچارے ریفارمر کے ایڈیٹر مہاشہ کو کیا معلوم کہ ہمیشہ دور کے ڈھول ہی سہانے معلوم ہوا کرتے ہیں، اپنا مذہبی لٹریچر پھیلانے میں مسلمان بھی اتنے ہی غافل ہیں جتنی کہ کوئی اور قوم ہو سکتی ہے، بیشک خدا کے کرم سے خاکسار ایڈیٹر نور نے قرآن مجید کا گورمکھی و ہندی ترجمہ اور گورمکھی سیرت وغیرہ کا سب بوجھ اپنے نحیف کندھوں پر اُٹھایا، مگر بعض مسلمانوں کو یہ کچھ کم ناگوار نہیں گذرا اپنے میں تو ایک چلو بھر پانی دینے کی توفیق نہیں مگر مخالفت اس سے جس نے خدا کے کرم سے گنگا بہادی۔

اسلام اپنی خوبیوں سے پھیلا

۲۸ر نومبر کا شیر پنجاب لکھتا ہے کہ "اسلام جہاں جہاں پھیلا، تلوار پولیٹکل اثر اور روپیہ سے۔"

دور کیوں جاؤ، ہندوستان کے مسلمانوں کا افلاس آج کسی تشریح کا محتاج نہیں، پولیٹکل اثر عرصہ ہوا ان کا زائل ہو چکا، مگر ہر ایک مردم شماری اپنے ساتھ مسلمانوں کے اضافہ کی کافی مقدار لاتی ہے، آج سے ایک سو سال قبل جب مسلمانوں کی رف مردم شماری کی گئی، تو مسلمان ہندوستان میں صرف اڑھائی کروڑ تھے، اور اب قریباً نو کروڑ، یہ ایک سو سال کے عرصہ میں ساڑھے چھ کروڑ کہاں سے آگئے، اس عرصہ میں کون سا قاہر اور جابر مسلمان بادشاہ ہندوستان پر چڑھ کر آیا، جسکی خونخوار تلوار نے ان ساڑھے چھ کروڑ کا اضافہ کر دیا، یہ محض اسلام کی خوبیوں کا اثر ہے۔

تعدد ازدواج اور سکھ دھرم

۲۸ر نومبر کا شیر پنجاب کثرت ازدواج کے متعلق لکھتا ہے کہ "مہذب دنیا میں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کا خیال ناقابل برداشت ہے، انسانی سوسائٹی میں آج اس کو بدترین وحشیانہ دستور سمجھا جاتا ہے۔"

کم از کم ایک سکھ اخبار کو ایسا نہیں لکھنا چاہئے تھا کیونکہ گورو صاحبان تعدد ازدواج کے حامی رہے ہیں، شری گورو ہرگوبند جی مہاراج کی تین اور شری گورو ہررائے صاحب کی آٹھ اور شری گورو گوبند سنگھ صاحب کی دو بیویاں تھیں، اور گورو صاحبان کا نمونہ جیسے آج سے دو اڑھائی سو سال قبل قابل عمل تھا، آج بھی قریباً ویسا ہی ہے، پھر یہ اعتراض کیوں؟ افسوس کہ بعض غیر مسلموں کو اسلام کے ساتھ ایسی کاوش ہے اور اس کاوش میں وہ اسقدر از خود رفتہ ہو جاتے ہیں کہ اور تو اور اس ٹہنی پر کلہاڑی چلانے سے انہیں دریغ نہیں، جس پر وہ خود بھی کھڑے ہیں۔

کیا یہ درست ہے؟

۲۸ر نومبر کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "مسلمانوں کی طاقت کا راز یہ ہے کہ ان کا مرکز ایک ہے، اور تمام مسلمان اسی بات پر متفق ہیں کہ خدا ایک ہے، قرآن اس کا الہام ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا پیغمبر، اسلام میں بیسیوں فرقے ہیں، لیکن ان تین عقیدوں کے متعلق ان میں کوئی اختلاف نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ باوجود کئی اختلافات کے وہ اکٹھے ہیں۔"

میرا خیال ہے کہ مسلمانوں کے متعلق ایڈیٹر صاحب پرتاپ کو مغالطہ لگا ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جسقدر مسلمانوں کی حالت پراگندہ ہے اور کسی قوم کی کیا ہوگی، اس سے بڑھ کر اور کیا کہ ایک فرقہ دوسرے کو دیکھنے کا بھی روادار نہیں اس کے نتیجہ میں ان کی حالت دن بدن زبون ہو رہی ہے۔

عیسائی اور مساوات

تکمبا کونم (مدراس) کی ایک اطلاع ہے کہ ۱۳ر دسمبر اتوار کو جب نیچی ذات کے عیسائی گرجے میں داخل ہوئے اور اپنی خاص جگہ پر بیٹھنے کی بجائے اعلیٰ ذات کے عیسائیوں کے ساتھ جاکر بیٹھ گئے۔ تو جاتی ابھمانی (مغرور) عیسائی آگ بگولہ ہو گئے، اور واک آؤٹ کر گئے، یہ ہے عیسائیوں کی مساوات جس کا آئے دن ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے، ہندوستان میں آکر مسلمانوں کے مساواتی اصول کو بھی غیر معمولی دھکا لگا ہے، اور بعض حالات میں مسلمانوں پر ہندو تمدن کا نمایاں اثر نظر آتا ہے، ہاں یہ ایک صداقت ہے کہ مسلمانوں کی مسجدوں میں مساوات نظر آتی ہے، مسجدوں کے باہر اس کا وجود ہے یا نہیں، اسکے متعلق کچھ کہنا مشکل ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے سالانہ جلسہ کے لیکچر کی قبولیت

اس سال کے سالانہ جلسہ پر میرا لیکچر "سکھوں کے لئے مسلمانوں سے اتحاد مفید ہوسکتا ہے یا ہندوؤں سے" کے موضوع پر تھا، باوجود موسم اور وقت کے ناساز گار ہونے کے الحمد للہ بہت مقبول ہوا اس کی قبولیت کا آپ اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ لیکچر کے خاتمہ کے بعد جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے مجھے فرمایا کہ "اگر آپ اس لیکچر کو علیحدہ شائع کرسکیں تو دفتر دعوۃ و تبلیغ کو آپکی اعانت میں کچھ دریغ نہ ہوگا" آجکل اس قسم کے لیکچروں کی جس قدر اشد ضرورت ہے، اسے ہر ایک خیر خواہ ملت بہتر سمجھ سکتا ہے، یہ لیکچر اپنی مناسبت وضاحت کے ساتھ $\frac{22 \times 18}{8}$ کے چھتیس ۳۶ یا چالیس ۴۰ صفحات پر آئیگا اور فی ٹریکٹ ایک آنہ قیمت ہوگی، جو یقیناً اس کی اصل لاگت ہی ہے، اگر کم از کم دو ہزار ٹریکٹ کی درخواستیں پہنچ جائیں تو میں اسے مناسب اضافہ کے ساتھ ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی ٹریکٹ کی صورت میں لا سکتا ہوں، ویسے آپ یہ لیکچر اپنے مناسب خلاصہ کے ساتھ اس اخبار میں بھی ملاحظہ فرمائینگے اس اخبار کی بھی کچھ زائد کاپیاں چھپوائی گئی ہیں، علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ کی بیس کاپیاں دی جائیں گی، جن کے آرڈر پہلے آئیں گے، انہیں ترجیح رہے گی، کیونکہ اس غرض کے لئے بہت ہی تھوڑی کاپیاں چھپوائی گئی ہیں۔

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

اپنے آپ کو کمزور نہ ہونے دو

ایک طرف زندگی کی کشمکش بڑھ گئی ہے۔ دوسری طرف بے اعتدالیوں کی طرف موجودہ زمانے کا انسان بڑھ رہا ہے ایسی صورت میں کمزوری بڑھاپا بہت جلد حملہ آور ہوتا ہے۔ اگر عقلمندی سے ضائع شدہ خزانے کو پُر کرنے کا خیال نہ رکھا جاوے اور نہیں تو کم از کم سردیوں میں کچھ مدت کے واسطے تفکرات سے علیحدہ ہو کر تعطیل منا کر صرف صحت کے اصولوں سے اپنے جسم۔ دل و دماغ کو تازہ کرو۔ کوئی نہایت اچھی ٹانک دوائی کھا کر خالی خزانہ کو پُر کرو تاکہ تم کو بہت جلد کف افسوس نہ ملنا پڑے۔

کوی نوو وئید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وئید کی تیار کردہ چند اکسیریں یہاں لکھی جاتی ہیں۔ ان میں سے کسی کو منگوا کر ابھی کھانا شروع کردو

اکسیر ۱۶ تمام اعضاء رئیسہ کو یکساں طاقت دینے والی عجیب دوائی ہے۔ دل و دماغ جگر گردہ۔ مثانہ سب کی کمزوری کو دور کرتی اور جریان سرعت۔ کمزوری کا علاج ہے۔ پیشاب کی سب بیماریوں کو دور کرتی ہے تیزی اسمیں بالکل نہیں ہے قیمت ۸ گولی ایک روپیہ

اکسیر ۴۴ یہ ایک نہایت اعلیٰ یاقوتی ہے جو کہ سرعت کے واسطے خاص طور پر نافع ہے اور جوانی کی امنگوں کے واسطے بے نظیر ہے دل میں خوشی روح میں تازگی پیدا کرتی ہے۔ خوراک ۱/۲ ماشہ ہے قیمت ۲ تولہ دو روپے۔ نمونہ آٹھ آنے ۸/

اکسیر ۳۰ یہ سفوف ہے جو کہ ویرج کو پیدا کرتا بڑھاتا اور مضبوط قابل اولاد بناتا ہے مغلظ کیساتھ مبہی بھی ہے۔ جریان و احتلام کو دور کرتا ہے جسم کو موٹا کرتا ہے۔ اور مضبوط بناتا ہے قیمت ایک پاؤ صرف دو روپے (عہ) نمونہ ۸/

اکسیر ۱ یہ مقوی باہ ہے سستی۔ کمزوری کو دور کرتی ہے۔ بوڑھوں کو جوان اور جوانوں کو پہلوان بناتی ہے قیمت ۱۴ گولی چار روپے (للعہ)، ۳۲ گولی دو روپے (عہ)، نمونہ آٹھ آنے ۸/ ایک یا دو گولی روزانہ دودھ یا چائے کے ساتھ کھانی کافی ہیں۔

دت مکر دھوج بٹی ۳ سرعت ... مرد کیواسطے نہایت رنجدہ مرض ہے لوگ اسکے واسطے غلط ادویات استعمال کرتے ہیں یہ دوائی مقوی بھی ہے اور دافع سرعت بھی اعلیٰ ہے اور طرفہ یہ ہے کہ کوئی نشی۔ مخدر سستی کرنیوالی چیز اسکے اندر شامل نہیں قیمت ۸ گولی چار روپے نمونہ ۲ گولی ایک روپیہ

طلاء ۱۴ بیرونی نقائص کو دور کرنے کے لئے بہترین طلاء ہے رگوں پٹھوں کو تقویت پہنچا کر بالکل نئی طاقت بخشتا ہے جو لوگ اپنے ہاتھوں اپنا ستیاناس کر چکے ہیں ان کو مقویات کے ساتھ اس کو ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ قیمت فی شیشی چھ روپے نصف شیشی تین روپے

خط و کتابت و تار کیلئے پتہ:۔ **امرت دھارا۔ لاہور** مفصل حالات کے لئے رسالہ امراض مخصوصہ مرداں مفت منگوا دیں۔

المشتہر

منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندو فلسفہ

ان قوموں میں جن کے مذہبی عقائد واضح اور معین نہیں ہوتے، فلسفہ کا ہمیشہ چرچا رہتا ہے، اور فلسفانہ نظریوں کے ذریعہ سے مذہبی عقائد کی خانہ پرُی کی جاتی ہے ہندوؤں میں فلسفیانہ غور و فکر کا سلسلہ ویدک عہد کے آخر میں شروع ہو گیا تھا، اور رفتہ رفتہ چھ نظام فلسفہ مرتب ہوئے، جو دھرم کی رُو سے کم و بیش مستند مانے جاتے ہیں، اور سر درشن کہلاتے ہیں، فلسفہ بذات خود شاستر کی حیثیت نہیں رکھتا، لیکن ہر مستند نظام فلسفہ اور اس کی تشریحیں شاستروں کا مرتبہ رکھتی ہیں، سر درشن یہ ہیں، سانکھیا، یوگ، نیائیہ ویشیشک، پورومیمانس، اترمیمانس، ان میں پہلے اور دوسرے، تیسرے اور چوتھے، پانچویں اور چھٹے درشن موضوع اور اعتقادات کے اعتبار سے بہت مشابہ ہیں، اور ہم ان پر ایک ساتھ غور کر سکتے ہیں لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے، کہ اختلافات کے باوجود بعض عقائد اور اصول ہیں، جنہیں تسلیم کرنے میں سب درشن متفق ہیں، اور ہندو فلسفہ نظریوں کا ایک گورکھ دھندا نہیں ہے، بلکہ بہترین زندگی کے اصول دریافت کرنے اور ان اصولوں کو علمی اور فلسفیانہ حیثیت دینے کی کوششوں کا نتیجہ ہے، فلسفیوں کے سب فرقے یہ مانتے ہیں کہ انسان کا ہر فعل ایک اثر رکھتا ہے، جو زائل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا پھل نہ چکھ لیا جائے، اور اس طرح انسان کا مستقبل اس کے افعال اور اعمال کے مطابق معین ہوتا رہتا ہے، جیسے کوئی چیز سانچے میں ڈھالی جاتی ہے اپنے کرم کے سبب سے انسان بار بار دنیا میں پیدا ہوتا ہے، اور کرم کی اچھائی اور بُرائی کے حساب سے دنیا میں اس کی حیثیت اور اپنی زندگی پر اختیار گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے، کرم میں قید خانے میں اس طرح گرفتار ہونا تمام فلسفیوں اور مذہبی رہنماؤں کے نزدیک بہت بُرا ہے اور اس اعتبار سے یاس مشرقی ہندو فلسفے کی عام خصوصیت قرار دی جا سکتی ہے، لیکن دوسری طرف امید کا دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا، مکتی یا نجات کے امکان پر سب فلسفی متفق ہیں، اور غور و فکر کا اصل مقصد بھی یہ ہے، کہ مکتی حاصل کرنے کے طریقے دریافت کئے جائیں، اور ایسے واضح اور مؤثر اسلوب سے بیان کئے جائیں، کہ وہ ہر ایک کے ذہن نشین ہو کر مکتی کو ایک عام اور عالمگیر حوصلہ بنا دیں، اسی سبب سے فلسفیانہ نظریوں کا تضاد بھی اخلاقی معیار میں کوئی فرق نہیں ڈالتا، سب کا نصب العین ایک ہے، سب کے سادھن (یعنی مکتی حاصل کرنے کا مسلک) ایک ہیں،

سانکھیا اور یوگ ۔ سانکھیا نظام ہندوستان کے فلسفیانہ غور و فکر کا سب سے پہلا اور مؤثر نمونہ ہے، وہ غالباً ۸۰۰ اور ۵۵۰ ق م کے درمیان مرتب ہوا، اور اگرچہ وہ ویدوں سے اخذ نہیں کیا گیا، بلکہ بعض اعتبار سے اس میں ویدک تصورات میں بنیادی اختلاف ہے، اس میں کئی اپنشدوں منو کے دھرم شاستر، رزمیہ داستانوں اور پرانوں کی اخلاقی تعلیم میں گہرا اثر نظر آتا ہے، اور گوتم بدھ نے بھی اپنے فلسفیانہ عقائد کی بنیاد اسی پر رکھی، ہمیں اس کے بانی کپل کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے، لیکن سانکھیا فلسفے کا صدیوں تک چرچا رہا، اور وہ ہندوستان کی ذہنی زندگی پر بہت حاوی رہا ہے۔

سانکھیا فلسفے میں الوہیت کا تصور نہیں ہے، اس کی جگہ ایک طرف مادہ اور دوسری طرف پرشوں (روحوں) کی ایک بیشمار تعداد کائنات کے دو ابدی عنصر قرار دئے گئے ہیں، مادے کی بنیادی اصول پراکرتی ہے، جو بے جان اور بے حس ہونے پر بھی ایک مقصد سے معمور ہوتی ہے اور یہ مقصد ہے، کائنات کا وجود میں آنا اور اس کا قائم رہنا پرش مادے سے بالکل جدا ہوتے ہیں، جسم کے حساب سے وہ گھٹتے اور بڑھتے نہیں، جسم میں داخل ہونے سے وہ محدود نہیں ہو جاتے، ان میں کسی قسم کی خصوصیات نہیں ہوتیں، اور فطرتاً کامل اور خالص شعور (چِت) ہوتے ہیں کائنات کی تخلیق کسی خاص وقت میں نہیں ہوئی، یہ تخلیق دراصل ایک فرضیہ ہے ۔ کیونکہ مادہ اور پرش کا وجود اور ان کا اتصال ایک دائمی کیفیت ہے، ہمیں غور اس پر کرنا چاہیئے، کہ مادہ کیا چیز ہے، پرش کا اس سے اتصال کیونکر ہوتا ہی اور پرش اور مادہ کا وہ مرکب ہے، جسے ہم انسان کہتے ہیں اس کی زندگی سے جو اسے سراسر رنج اور تکلیف پہنچاتی ہے کیسے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

پراکرتی مادے کی ایک حالت ہے جسے ہم تصور نہیں کر سکتے، مادہ کی وہ شکلیں جنہیں ہم تصور کر سکتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں، مرکب ہیں تین گنوں کی ۔ ستو، رجس، اور تمس، گن کے معنی ہیں خصوصیت، لیکن مادے کے ان گنوں کا الگ کوئی وجود نہیں، بلکہ لطیف سے لطیف اور ٹھوس سے ٹھوس مادہ انہی کی آمیزش سے پیدا ہوتا ہے اور اسے ہم حل کر سکتے تو ان تین گنوں کے سوا کچھ باقی نہ رہتا، ستو مادہ کی لطیف ترین شکل ہے، رجس قوت متحرکہ، اور تمس وہ ہے جو جسامت پیدا کرتی ہے، احساسات، خیالات، سب انہی گنوں سے بنتے ہیں، اور پرش اور مادہ کا اتصال اول احساسات، پھر خیالات اور آخر میں علم اور ذہنی تصورات (بدھی) کے ذریعہ سے ہوتا ہے، پرش کامل شعور ہے، مگر اسے ظاہر ہونے کیلئے مادی لباس کی جس کے بغیر اس شعور کے احساسات اور تصورات بے معنی اور بے مقصد ہوتے ہیں، سانکھیا فلسفیوں نے اپنا مطلب واضح کرنے کیلئے پرش اور مادہ کے تعلق کو ایک لنگڑے اور ایک اندھے کے اتحاد عمل سے تشبیہ دیا ہے، لنگڑا اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا، اندھے کو کچھ دکھائی نہیں دیتا، اسلئے لنگڑا اندھے کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور دونوں کا کام بن گیا۔

یہ نظریے، جو بظاہر خالص علمی معلوم ہوتے ہیں، تمہید ہیں فلسفیوں کے اصل مقصد کی، ان میں صرف جسمانی زندگی کی تشریح کی گئی ہے، اور اس کی حقیقت سمجھائی گئی ہے اصل مقصد یہ ہے کہ پرش کو، جو اتصال کی وجہ سے مادہ میں گرفتار ہو گیا ہے، آزاد کیا جائے، مادہ میں گرفتار ہونے کے معنی یہ ہیں، کہ شعور رجس اور تمس کے پردہ میں اسی طرح چھپ گیا ہے، جیسے سورج بادلوں کے پیچھے، انسان ان احساسات اور تصورات کو جو حقیقت میں مادی ہیں ۔ زندگی کی اصلیت سمجھنے لگا ہے، اور اس کا کرم ایسا ہو گیا ہے کہ اس کے خیالات اور احساسات شعور سے بالکل خالی ہو گئے ہیں، اگر ہم کسی صورت سے پرش اور مادہ کو جدا کر سکیں تو دونوں اپنی اصلیت کی طرف واپس چلے جائیں گے، سب سے پہلے تو یہ ضروری ہے کہ انسان کی شخصیت، تمسک اور رجسک خصوصیات سے پاک خصوصیات سے پاک کی جائے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، احساسات و خیالات بھی مادے کی ایک شکل ہیں، ان میں سے بعض ایسے ہوتی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس میں تمس غالب ہوتی ہے، جیسے کاہلی، آرام طلبی۔ بعض میں رجس جیسے غم، غصہ، محبت، نفرت، وہ خیالات اور تصورات جو جذبہ یا جسمانی خواہشوں کا عکس نہ ہوں، ستوک ہوتے ہیں، اور انہیں کی طرف توجہ کرنے، اور ذہن کو تمام عادتوں اور جذبات کے اثر سے پاک کرنے سے مکتی حاصل ہوتی ہے۔

یہاں پر یوگ کی تعلیم، جس کی ابتدا قریب قریب سانکھیا فلسفے کے ساتھ ہوئی، اس کی تکمیل کرتی ہے، یوگ کے لغوی معنی کچھ بھی ہوں، اس کا مقصد یہ ہے، کہ انسان کو اپنے نفس اور ذہن پر قابو پانے کی ترکیبیں بتائے پاتن جلی جس نے یوگ شاستر مرتب کیا۔ صرف سمادھی سے بحث کرتا ہے کیونکہ یوگ ایک خاص عملی تعلیم تھی، اور جس کا عملی پہلو سانکھیا فلسفہ تھا، دونوں کے عقائد میں یہ بنیادی فرق ضرور تھا، کہ یوگ کے معتقد ایشور کے وجود کو تسلیم کرتے تھے، لیکن سانکھیا اور یوگ کے پیروؤں میں ہمیشہ علمی میل جول اور عملی اتحاد رہا۔ سانکھیا کے نزدیک اگر انسان کو کامل یقین ہو جائے، کہ پرش، ذہن اور احساسات اور معلومات اور تجربوں کا ذخیرہ (بدھی) تینوں جدا چیزیں ہیں، تو وہ اپنا کرم پورا کر کے نجات حاصل کریگا، لیکن یوگ کے معتقد اس تعین کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ اس یقین کا پیدا ہونا دشوار سمجھتے ہیں، جبتک کہ انسان سمادھی کی مشق کر کے مادی زندگی کی کڑیوں کو توڑ نہ ڈالے۔ نفس اور جسم پر قابو پانے کی انتہا یہ ہے کہ انسان پرانایام یعنی سانس روکنے میں مشق کرتے کرتے اتنا کمال کر لے کہ دنوں اور مہینوں تک جسمانی زندگی کو معطل اور ذہن کو ایک تصور پر قائم رکھ سکے، اس طرح وہ جیتے جی مکتی کا مزہ چکھ سکتا ہے ضبط نفس اور غور و فکر کی پوری صلاحیت پیدا کرنے کے لئے سب لوگ جنہیں مذہب یا فلسفے سے شوق تھا، یا اخلاقی ترقی کی آرزو تھی، یوگ کی ہدایتوں پر عمل کرتے تھے، اور اس طرح یوگ کو وہ عمومیت حاصل ہو گئی جو کسی نظام فلسفہ کو نصیب نہیں ہوئی، رفتہ رفتہ یوگ کے معتقدوں کے دو فرقے ہو گئے، جس میں ایک راج یوگ کا پیرو تھا، اور یوگ کو مکتی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ مانتا تھا، دوسرا ہٹھ یوگ کی زیادہ قدر کرتا تھا جس کا مقصد یہ تھا، کہ انسان کی روحانی اور جسمانی قوت کو معجزے کی حد تک پہنچا دے اور اس کے اختیار کو اتنا بڑھا دے کہ وہ اپنے اور دوسروں کیساتھ جو چاہے کر سکے۔

نیایہ اور ویشیشک فلسفے - یہ دونوں فلسفیانہ نظام جس کا باہمی تعلق سانکھیا اور یوگ کے اتحاد سے بھی زیادہ گہرا ہے، تقریباً اسی زمانہ سے شروع ہوتے ہیں، جب سانکھیا کی ابتدا ہوئی، نیایہ کا موضوع بحث اور منطق کے اصول تھے، اور اس کی بنیاد غالباً ان مباحثوں میں پڑی جو ویدوں کے الفاظ اور ان کے مطلب کے بارے میں ہوتے ہوں گے، "نیایہ سوتر میں" جسے ایک عالم اکشپاڈ یا گوتم نے مرتب کیا۔ نیایہ کا موضوع ۱۶ سولہ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جیسے صحیح علم حاصل کرنے کے طریقے، صحیح علم کا موضوع، شک، مقصد، تمثیل، مسلمہ نتائج، مباحثہ، مناظرہ وغیرہ ان تمام مسائل پر بحث کرتے ہوئے نیایہ فلسفیوں کے پیش نظر ہمیشہ ویدک عقائد کی توضیح کرنا اور انہیں صحیح ثابت کرنا ہوتا تھا۔

لیکن بحث کے اصول وضع کے ساتھ یہ بہت ضروری تھا کہ ویدوں کی بنیاد پر ایک نظام فلسفہ تعمیر کیا جائے، جو ان مافوق الفطری مسائل کو حل کرے، جن کے متعلق ویدوں میں کوئی صریحی تعلیم نہیں تھی، اور اس کے ذریعہ سے دھرم کے آئین کو تقویت پہنچائے، ویشیشک نظام فلسفہ نے یہ فرض انجام دیا، ویشیشک سوتر، جس میں ایک عالم کناڈ نے مختلف نظریوں کو یکجا کیا، اس سوال سے شروع ہوتا ہے، کہ دھرم کیا ہے، اور اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ دھرم وہ اصول سیاست ہیں، جن کی تعمیل کا اجر دنیاوی بہبودی اور مکتی ہوتی ہے، اور پھر ویدوں کو صحیح اور قابل تقلید ثابت کرنے کیلئے یہ دعوی کیا جاتا ہے، کہ ان کی تعلیم پر عمل کرنے سے دنیاوی بہبودی اور مکتی دونوں حاصل ہوتی ہیں، اس کے بعد یہ بتایا جاتا ہے کہ مکتی صرف اسی شخص کو نصیب ہو سکتی ہے جس نے دھرم کی پابندی میں کمال دکھایا ہو، اور صحیح علم بھی رکھتا ہو، صحیح علم سے مراد ایشور، کائنات، روح (آتمن) ذہن (منیس) مادہ، مادہ کی ترکیب اور تشریح کے متعلق وہ عقائد اور نظریے ہیں جو ویشیشک فلسفے میں پیش کئے گئے ہیں۔

نیایہ اور ویشیشک فلسفیوں میں یہ صفت ہے کہ اُنہوں نے اپنے تصورات قائم کرنے میں خواہ مخواہ بلند پروازی کی کوشش نہیں کی، اور عام تجربہ اور ظاہری اور صریحی حقیقت کا بہت لحاظ کیا۔ ایشور کے وجود کو ثابت کرنے کیلئے قریب قریب وہی دلیلیں پیش کی گئی ہیں، جو صدیوں بعد عیسائی اور مسلمان فلسفیوں نے استعمال کیں، روح کا وجود انسان کے احساسات اور اس کے اخلاقی اختیار سے ثابت کیا گیا ہے، اور مادہ کی ترکیب اور خاصیت پر جب بحث ہوتی ہے، تب بھی عام فہم دلیلوں سے کام لیا جاتا ہے، دھرم کی رو سے نیایہ اور ویشیشک کی کیا قدر ہے، اس کا اندازہ ہم نہیں لگا سکتے، لیکن کیمیا پر جو بحث کی گئی ہے اور جو خیالات ظاہر کئے گئے ہیں، وہ صحیح معلومات کا ایک بیش قیمت خزانہ ہیں، اور ان سے پتہ چلتا ہے کہ ویشیشک کے یہ نظریے محض خیالی نہیں تھے، بلکہ ان کے لئے عملی ثبوت فراہم کئے جا سکتے تھے، بالکل اسی طرح جیسے آجکل کا قاعدہ ہے۔

پوروممامس اور اتر ممامس - اب تک ہم نے جن فلسفیوں کا ذکر کیا ہے، ان سب میں وید مقدس حرف بحرف صحیح تسلیم کئے گئے ہیں، اور ان کے معتقدوں نے اس کی کوشش نہیں کی ہے کہ ہر نظریے اور تصور کے لئے وید کی سند پیش کریں، ممامس فلسفیوں میں یہ فرض کر لیا گیا کہ تمام وید اور ویدک سمتھائیں کامل علم اور کامل عقل کا مظہر ہیں اور بیشتر انہیں مسائل پر بحث کی گئی، جو ویدوں کی تعلیم سے متعلق ہیں، پوروممامس میں خود وید ہی موضوع بحث ہیں اور ویدک احکامات تصورات کے میدان سے باہر قدم رکھنا غیر ضروری بلکہ غلط ٹھہرایا گیا ہے، برخلاف اتر ممامس میں اپنشدوں اور بھگوت گیتا پر زیادہ توجہ کی گئی ہے، اور وید کسی قدر نظر انداز کئے گئے ہیں،

آریوں کی مذہبی رسوم جب ہونے لگیں اور اس بارے میں اختلافات پیدا ہوئے کہ انہیں ادا کرنے کا کونسا طریقہ صحیح ہے، تو عالموں میں بحثیں بھی ہونے لگیں، اور انہی کا ایک نتیجہ پوروممامس کی شکل میں ظاہر ہوا، نیایہ فلسفے کی ابتدا بھی اسی طرح پر ہوئی، مگر اس کا تعلق رسم اور قانون وغیرہ سے نہیں تھا، پوروممامس خالص "شرعی" مسائل کی بحث تھی، اور اس میں فلسفہ مجبوراً شامل کر لیا گیا، کیونکہ ان مروجہ نظریوں پر جو ویدک تعلیم کے خلاف معلوم ہوتے تھے، کوئی نہ کوئی رائے دینا ناگزیر تھا۔ جے سی کا ممامس سوتر، جو ۲۰۰ ق م کے قریب قریب ہوا، ممامس کے ایک فرقے کی تعلیم کا خلاصہ ہے اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے، کہ دوسروں کے عقائد کیا تھے، ممامس سوتر کی شابر نامی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک عالم نے شرح لکھی، اور کمارل جنوبی ہندوستان کے ایک عالم نے اسے نویں صدی میں ایک مکمل فلسفہ حیات کی شکل دی، پوروممامس کی مستند تشریحیں موجودہ ہندو نظام حیات، مذہبی رسوم اور قوانین کے متعلق سب سے معتبر کتابیں ہیں۔

اتر ممامس ویدانت کے نام سے زیادہ مشہور ہے، اس فلسفہ کا خاکہ سب سے پہلے برہم سوتر میں ملتا ہے جس کا مصنف بادرائن تھا، بادرائن جےسی نی کا ہمعصر تھا، مگر ویدانت فلسفہ نے اسی وقت نمایاں حیثیت حاصل کی، جب شنکر آچاریا نے اس کی تبلیغ شروع کی شنکر آچاریا مالابار میں آٹھویں صدی کے آخر میں پیدا ہوئے، ان کے پہلے استاد گوونڈ نامی ایک عالم کے شاگرد بنکر اور پھر انہوں نے بنارس میں تعلیم پائی، ویدانت فلسفہ کی تبلیغ کیلئے وہ تمام ہندوستان میں مناظرے اور مباحثے کرتے ہوئے پھرتے رہے، اور ان کی شخصیت اور لیاقت کا اتنا اثر ہوا کہ لوگ انہیں شیو کا ایک اوتار ماننے لگے، ان کے پیرؤوں کا الگ فرقہ بن گیا اور ان کے روحانی جانشینوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا جو اب تک قائم ہے۔

شنکر آچاریا کا بنیادی عقیدہ یہ تھا، کہ حقیقت بحث مباحثے اور منطق کے ذریعے سے معلوم نہیں کی جا سکتی، حقیقت سے روشناس کرنے کا واحد ذریعہ الہامی کتابیں ہیں، جو کبھی غلط نہیں ہو سکتیں، ہاں یہ ممکن ہے کہ ہم انہیں سمجھنے میں غلطی کریں، اور اس لئے ہمیں یہ دیکھتے رہنا چاہئیے، کہ ہمارے نظریے اور عقائد ان کتابوں کی تعلیم کے مطابق ہیں یا نہیں، الہامی کتابوں میں شنکر آچاریا ویدوں اور بھگوت گیتا کو خاص مرتبہ دیتے تھے، لیکن جب پوروممامس کے معتقدوں نے شنکر کے خلاف یہ دلیل پیش کی کہ ویدوں میں کوئی فلسفہ نہیں بیان کیا گیا ہے، صرف نیک اور کامیاب زندگی بسر کرنے کی تدبیریں بتائی گئی ہیں، تو انہوں نے مقدس کتابوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک ادنیٰ اور ایک اعلیٰ ایک کا مقصد ان لوگوں کو ہدایت دینا تھا، جو دنیا میں اپنی بھلائی چاہتے تھے، اور جن کے دلوں میں بڑے حوصلوں کے لئے جگہ نہیں تھی، دوسرا عالی ظرف لوگوں کیلئے تھا جو حقیقت سے روشناس ہونا اور نجات حاصل کرنا چاہتے تھے، ویدوں کے برہمن، جن میں رسموں اور قربانیوں اور دیوتاؤں کو راضی رکھنے کی ترکیبیں بتائی گئی تھیں، شنکر کے خیال میں ویدوں کا ادنیٰ حصہ تھے، اپنشدوں کا اعلیٰ حصہ اور فلسفی اور مکتی کے آرزومند کو صرف اپنشدوں سے ہدایت کی توقع رکھنا چاہئیے، وہ اگر مذہبی رسموں اور دیوتاؤں کی پرستش کو چھوڑ بھی دیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

شنکر کے فلسفے کا لب لباب یہ تھا کہ کائنات برہم کا مظہر ہے، اور اس کا بذات خود کوئی وجود نہیں، وہ مایا یعنی ذہن اور نظر کا ایک فریب ہے، برہم کامل وجود، کامل شعور اور کامل "آنند" ہے۔ اس سے زیادہ ہم اس کی تعریف نہیں کر سکتے، اور اپنشدوں میں بس اتنا ہی بتایا گیا ہے، اپنے اس تصور کو صحیح ثابت کرنے کے لئے شنکر آچاریا نے تمام اپنشدوں اور بھگوت گیتا کی شرحیں لکھیں، ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ منطقی دلیلوں سے اپنے فلسفے کی مورچہ بندی کریں، وہ سمجھتے تھے کہ اگر اُنہوں نے دکھا دیا کہ ان کی تعلیم وہی ہے جو اپنشدوں اور بھگوت گیتا کی۔ تو پھر اور کسی ثبوت یا سند کی ضرورت نہیں رہتی، لیکن وہ بہت سی بحثوں سے پہلو بچا نہیں سکے، اور ان کے فلسفے پر مجموعی حیثیت سے بدھ متیوں کا بہت گہرا اثر پڑا جس کی وجہ سے بعض نقادوں نے ان پر در پردہ بدھ متی ہونے کا الزام لگایا ہے، ان کا یہ دعویٰ کہ وہ کوئی نیا خیال نہیں پیش کر رہے ہیں، بلکہ اپنشدوں کا صحیح مطلب سمجھا رہے ہیں، تسلیم نہیں کیا جا سکتا، اپنشدوں میں سانکھیا فلسفہ کا بنیادی نظریہ کہ مادہ کا وجود روح سے جدا ہے، اور مادہ بھی ابدی ہے، بلا شبہ ملتا ہے، بادرائن کے برہم سوتر میں برہم کی حیثیت خدا کی سی بتائی گئی ہے، یہ نہیں کہا گیا ہے کہ جو کچھ ہے وہ برہم کا مظہر ہے۔

شنکر آچاریا کے پیرؤوں کے علاوہ ویدانت کے چند فرقے اور بھی ہیں، رامانج آچاریا (۱۲۵۰ - ۱۱۷۵) اس اعتبار سے ویدانت تھے، کہ وہ الہامی کتابوں کو حرف بحرف صحیح مانتے تھے، اور اُنہوں نے بھی اپنے عقائد کو صحیح اور الہامی کتابوں کی تعلیم کا عین مطلب ثابت کرنے کیلئے اپنشدوں اور بھگوت گیتا کی تفسیریں لکھیں، لیکن وہ ودیت تھے، یعنی روح اور مادہ کو خدا اور خاصیت کے اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد سمجھتے تھے، دھرم اور رسمی مذہب کی ان کے فلسفے میں بھی کوئی خاص قدر نہیں تھی، وہ علم اور عقل کو مذہبی معیار قائم کرنے کے لئے ضروری، بلکہ اس کے مقابلہ بھگتی، یعنی اپنے معبود سے محبت کرنا، اور اس کے عشق میں مست رہنا، عبادت کا بہترین طریقہ اور مکتی کا بہترین ذریعہ مانتے تھے، چونکہ وہ وشنو اور اس کے اوتاروں شری کرشن اور رامچندر جی سے خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ اور انہی کی عبادت ان کی عبادت تھی، اس لئے رامانج کے پیرووں کا فرقہ ولشنو کہلاتا ہے۔ رامانج کے بعد دو اور رہنما ہوئے جو ودیت اور بھگتی کے بڑے معتقد تھے، مادھو آچاریا (۱۲۷۵-۱۱۹۷) اور ولبھ آچاریا (۱۴۷۸ تا ۱۵۳۰) ان دونوں کے پیرووں سے بھی فرقے بنگئے جو مادھو آچاری اور ولبھ آچاری کہلاتے ہیں۔

ولشنو بھگتوں کے عقائد عام اسلامی عقائد اور خصوصاً تصوف سے کسی قدر مشابہ ہیں، اور چونکہ ولشنو فرقوں کو آہستہ آہستہ بہت فروغ ہوا، اسلئے مسلمانوں اور ہندوؤں میں مفاہمت اور مذہبی ربط ضبط کی بھی ایک صورت نکل آئی، مسلمانوں کے آنے کے بعد سے ہندوؤں میں جو مذہبی تحریکیں ہوئیں، ان میں سے بیشتر میں مسلمانوں کے عقائد اور خاص فلسفہ حیات کی جھلک آتی ہے۔ (ماخوذ)

سِکّھ دھرم میں عملی چھوت چھات

سکھوں میں بھی ذات پات کی شدید پابندی موجود ہے، ہم نے سکھوں کے تواریخی گرنتھ دیکھے ہیں، ان میں کسی جگہ بھی یہ ذکر نہیں کہ سکھوں کے دس گورو صاحبان میں سے کسی نے بھی اچھوت لوگوں کو اپنے ساتھ کھلایا پلایا ہو، جس وقت دسم گورو گوبند سنگھ صاحب نے پانچ پیارے مقرر کئے، اور ان کو امرت چکھایا اور ان سے خود امرت چکھا۔ ان پانچ سکھوں میں ایک بھی اچھوت ذات کا یعنی مذہبی سکھ نہ تھا، وہ پانچوں اونچیہ ذات کے ہندو تھے، جیون سنگھ مذہبی جو دسم گورو گوبند سنگھ صاحب کے گھر کا نوکر تھا، اور وہ دسم گورو گوبند سنگھ صاحب کے والد شری گورو تیغ بہادر کا کٹا ہوا سر دہلی سے لایا تھا، ویر سنگھ مذہبی اچھوت ذات جو دسم گورو صاحب کی بندوق کا نشانہ بنا تھا، ان کو بھی گورو گوبند سنگھ صاحب نے اپنی زندگی میں کسی وقت بھی اپنے ساتھ کھلایا پلایا نہ تھا، لیکن دسم گورو گوبند سنگھ صاحب نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیون سنگھ مذہبی کو اپنے والد صاحب کا سیس لانے کے عوض میں اور ویر سنگھ مذہبی کو بندوق کا نشانہ ہونے کے عوض میں ایک خطاب عطا کیا تھا، یعنی "رنگریٹے گورو کے بیٹے" اچھوت ذات، مذہبی زبانی تو گورو کے بیٹے ہونے کے حقدار بن گئے، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا بیٹے زبانی ہی بیٹے ہوتے ہیں، یا بیٹے اپنے ماں باپ کے گھر میں رہتے، ان کے ساتھ کھاتے پیتے اور ان کی جائداد کے وارث بھی ہوتے ہیں؟ اس زمانہ سے لے کر آج تک ہمارے سامنے اس دعویٰ کے خلاف عمل ہو رہا ہے، اچھوت مذہبی سکھ گورو صاحب کے بیٹے ہونے کے عوض گورو کے گھر کے ممبر بھی نہیں بن سکتے، جو ان کے گورو یعنی باپ کا گھر ہے، اور گورو صاحب باپ کے گوردوارے کے ممبر علاقہ ماجھا کے وہ سکھ بنے ہوئے ہیں، جنہوں نے گورو کے سکھ ہونے سے انکار کر دیا تھا، اور بے دعویٰ کا کاغذ گورو گوبند سنگھ صاحب کو تحریر کر کے دے آئے تھے کہ نہ تو ہمارا گورو اور نہ ہم تیرے سکھ۔ یہ کیسی اُلٹی بات ہے کہ رنگریٹے گورو کے بیٹے یعنی مذہبی سکھ گورو باپ کے حکم کے فرمانبردار، اور اس پر جان قربان کر دینے والے آج باپ کے گھر سے باہر نکالے ہوئے دکھ پا رہے ہیں، اور جن سکھوں نے گورو کے حکم کی نافرمانی کی، اور گورو کے سکھ ہونے سے انکار کر دیا تھا، وہ سکھ بھوگ رہے ہیں گورو کے بیٹوں کو غلام بنا رکھا ہے، اور ان کو بُری نگاہ سے دیکھتے اور ان سے نفرت کرتے اور ان کے ساتھ کبھی نہیں کھاتے پیتے، زبانی سکھوں کا یہ دعوےٰ ہے کہ ہم میں دوئیت نہیں ہے، ہم اچھوت مذہبیوں کو اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں، یہ گورو صاحب کا حکم ہے، لیکن اس کو کبھی عمل میں نہیں لاتے، جب موقعہ دیکھا تو ملا لیا، کام نکلا تو پھر ان کا وہی پہلا سا حال بنا دیا، نفرت سے پیش آنے لگ گئے، اور ان کو تسلی اور حوصلہ زبانی ہی زبانی دیتے رہے، اور ان کو اپنے ساتھ مساوی حقوق دینے سے انکار کر دیا، ایسے کئی واقعے ہمارے تجربے میں آئے ہیں ایک چشم دید واقعہ کا ذکر کرتا ہوں، جب اکالی سکھ سرکار کا مقابلہ کر کے قید ہو رہے تھے، ان دنوں اکالی سکھوں کا ایک بڑا دیوان موضع گھیانہ و موضع گھمن کے درمیان ڈیرہ صاحب میں ہوا تھا، جس میں لابھ سنگھ پھکھی والا اور کئی اور لکچرار باہر سے آئے تھے، اس دیوان میں پوشیدہ طور سے اچھوت مذہبی سکھ جو اکالی بنے ہوئے تھے، اور ان کی بیویاں جو اکالی بنی ہوئی تھیں، لنگر کی روٹیاں پکا رہی تھیں، رات کے وقت تو سب اکالی لنگر کی روٹیاں کھا گئے، مگر جب دن چڑھا تو پھر جب وہ لنگر کی روٹیاں پکانے پر لگائی گئیں تو کئی سکھوں نے جو موضع گھیانہ اور کئی گاؤں سے آئے ہوئے تھے، ان مذہبی سکھوں کی بیویوں کو پہچان لیا اور کہنے لگے کہ یہ تو مذہبی اچھوت سکھوں کی بیویاں روٹیاں پکا رہی ہیں، جن میں ایک تو بھائی ... سنگھ مذہبی موضع گھیانہ والا کی بیوی ہے، اور دوسری موضع مڈلے کے والے مذہبیوں کی بیویاں ہیں، ہم سکھ لوگ یہ روٹیاں نہیں کھائیں گے ان کے شور مچانے پر کسی سکھ نے بھی لنگر سے روٹیاں نہ کھائیں

لنگر بند ہو گیا

اور ان کو روٹیاں پکانے سے روکا گیا، دیوان میں بھی گڑبڑ مچ گئی۔ اور وہ بھی بند ہو گیا۔ کسی سکھ کو بھی یہ حوصلہ نہ ہوا، کہ ان اچھوت مذہبیوں کی بیویوں کو پھر لنگر کی روٹیاں پکانے پر لگائے، اور تمام سکھوں کو حکم دے کہ اسی لنگر سے روٹیاں کھائیں، تاکہ مذہبی اچھوت سکھوں کو یقین ہو جائے کہ سکھ مذہب میں چھوت چھات اور ذات پات نہیں سب کے مساوی حقوق ہیں، مگر یہ کسی سکھ نے بھی کر کے نہ دکھایا اور وہ اچھوت مذہبی شرمندہ ہوئے، کیونکہ ان سے نفرت کی گئی، اور وہ مایوس ہو کر اپنے اپنے گھر کو چلے گئے آج تک الگ کے الگ پھر رہے ہیں۔

ایک اور چشم دید واقعہ کا ذکر ہے، جو موضع بھائی پھیرو میں ہوا، میانکے موڑ کے دو سگے بھائی ہیں، جو اکالی سکھ بنے ہوئے ہیں، ایک کا نام ... سنگھ ہے جو فوجی پنشن لیتا ہے، اور دوسرے کا نام ... سنگھ ہے۔ تیسرا بھائی ... سنگھ موضع جنیکے والا میں اکالی سکھ بنا ہوا ہے۔ یہ تینوں اچھوت ذات کے مذہبی سکھ ہیں، اور بھائی ... سنگھ دو دفعہ مار کھا کر قید بھی ہو چکا ہے، جن دنوں بھائی پھیرو کا مورچہ لگا ہوا تھا، یہ تینوں مذہبی سنگھ اکالی سکھ بنے ہوئے تھے، جب سکھوں کو ضرورت تھی، اس وقت تو ان کو ہر جگہ آنے جانے کی اور کنوؤں سے پانی بھرنے کی بھی اجازت دی، ان کو بہت حوصلہ ہوا کہ ہم لوگ اپنی اچھوت برادری سے نکل کر سکھوں کے مذہب میں آ کر سکھوں کے ساتھ مل گئے ہیں، ہمیشہ ہی ان کے ساتھ رہیں گے اور ان کے ساتھ ہی رشتہ داری اور اپنے تعلقات کیا کریں گے سکھوں کے ساتھ ہم کو مساوی حقوق مل جائیں گے، ان کے دل میں یہ بڑی پختہ امید تھی، مگر جب بھائی پھیرو کا مورچہ ٹوٹ گیا، تو رفتہ رفتہ ان کی سب امیدیں خاک میں ملنے لگ گئیں، گاؤں والے سکھ ان کو گوردوارے کے کنوؤں سے پانی بھرنے سے روکنے لگے، اور جب وہ ان کے کہنے سے نہ رُکے تو پھر پولیس کی مدد سے ان کو روکا گیا، تھانیدار صاحب نے ان اچھوت مذہبی سکھوں کو عام مجمع میں بلایا، اور دھمکا کر ہدایت کی کہ اگر تم مذہبی سکھ جو اکالی سکھ بنے ہوئے ہو، سکھوں کے کنوؤں سے پانی لو گے تو چونکہ فساد کا اندیشہ ہے، تمہارا چالان کیا جائے گا، تم جس جگہ پر ہو اسی جگہ سکھ بن کر پرمیشور کی بھگتی کرتے رہو، تو تمہاری بندگی قبول ہو جائے گی، میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ مت ایسی جرأت کرو، اس دن سے لیکر آج تک وہ بیچارے اچھوت سکھ اکالی پھر اپنی ہی اچھوت برادری کے کنوؤں سے پانی بھرتے اور انہی کے ساتھ رشتہ ناطہ کرتے ہیں، جیسے اس سے پہلے کیا کرتے تھے، انہوں نے کوششیں تو بہت کیں، لیکن سب کی سب اکارت گئیں سکھوں نے ان کو قبول نہ کیا، اور اپنے ساتھ مساوی درجہ نہ دیا، وہ جس جگہ سے آئے تھے، اسی جگہ ان کو پھر گرا دیا گیا، وہ زبانی سکھ بنے ہوئے ہیں، لیکن سکھوں سے بہت شرمندگی اٹھا چکے ہیں، خدا ان کی مدد کرے، سکھ مذہب میں اچھوتوں کے لئے مساوی حقوق نہیں ہیں

(المائدہ)

المبشر

اس نام کا ٹریکٹ جو ماہواری صورت میں قادیان کے چند احمدی بچوں نے جاری کیا ہے، ان بچوں کا یہ جذبہ قابل قدر ہے، باوجود یہ بچوں کا رسالہ ہونے کے مضامین کیا اخلاقی پہلو سے اور کیا ادبی پہلو سے قابل قدر ہیں، اس کا عید نمبر اسوقت میرے سامنے ہے جو کیا بلحاظ مضامین اور کیا بلحاظ ظاہری خوبصورتی کے ہر طرح حوصلہ افزائی کا حقدار ہے، اگر قوم نے اس رسالہ کی قدر کی تو میرا قیافہ ہے کہ یہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ثابت ہوگا مقامی خریداروں سے قیمت ایک روپیہ، بیرونی احباب سے ڈیڑھ روپیہ

پتہ ملنے ۱- مینیجر المبشر قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

اکسیر البدن رجسٹرڈ دنیا میں ایک ہی مقوّی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں، اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں، کیونکہ دل میں نئی اُمنگ، اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے، ایکماہ کی خوراک کی قیمت پانچروپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

جناب ملک شیر محمد خان صاحب رئیس کوٹ رحمت خاں ڈاکخانہ مومن ضلع شیخوپورہ

سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے، مثلاً فالج، پسلی کا درد، پیشاب کا جلن سے آنا، اکسیر البدن کے ذریعہ سب کو آرام آگیا، آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں اس کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپکی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے، ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔"

دنیا میں تو موتی سرمہ کی ہی دہوم مچ رہی ہے!

آج دنیا اس بات کو مان چکی ہے کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے، ضعف بصر، گکرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند وغیرہ، غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھتے ہیں، وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں، قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے، محصولڈاک علاوہ

ایک سب جج صاحب بہادر نے بہت سا سرمہ مفت تقسیم کیا

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کنٹونمنٹ سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی فیروزپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کا موتی سرمہ ایک سب جج صاحب بہادر کو استعمال کرایا گیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا فائدہ دیا کہ وہ آپ کے موتی سرمہ کے گرویدہ ہی ہوگئے ہیں، اب وہ غربا میں بطور کار خیر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا آپ آدھ آدھ تولہ والی بارہ شیشیاں اور ایک شیشی تولہ والی بدیدن خط ہذا بذریعہ وی پی جلد بھیجدیجئے۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے، اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں، سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ، اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے، اس کی موجودگی نے طبی دُنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے، مفصلہ ذیل نئی و پُرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہوجانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، بےچینی، سستی، اُداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ، بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے، لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت بنیس روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن، فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض کو جس کی عمر ۵۴ سال سے متجاوز ہوچکی تھی، اور جس کو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی، استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رُونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہوگئی، جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاقِ اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کردیتی ہے، سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپکی پاکٹ میں ہیں، اس کے ہر قطرہ میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے، اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اُترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے، سر کے درد، پسلی کے درد، گنٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد، معدہ کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف، ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر، قصہ کوتاہ۔ قریباً ذو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے، مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنے، محصولڈاک علاوہ

تریاق اعظم کے ذریعہ جاں بلب مریض کو شفا ہوگئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایر ایر آبزرویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی ہیں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے یہ تریاق ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا ضروری ہے، میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی، اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں، جن میں آڑے وقت میں یہ تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی، آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے، ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقع دیں۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کردیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو، زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کردیتی ہے، قیمت تین روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو محمد سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھاپور نوابگنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے ایک دوست کے لئے پہلے بھی آپ سے اکسیر بواسیر نامی دوا منگوائی تھی جس سے وہ دوست ایک سال تک بالکل اچھے رہے، ان کو دیکھکر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے، لہٰذا بدین خط ہذا تین شیشی اکسیر بواسیر اور بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقع دیجئے"

اکسیر بچگاں

یہ دوا چھوٹے بچوں کیلئے واقعی اکسیر ہی ہے، اسی لئے اس کا نام "اکسیر بچگاں" رکھا گیا ہے، اسہال ہر قسم، پیچش، اور بچوں کے سوکھا پن وغیرہ کیلئے یہ دوا بالفضل ایزدی تیر بہدف ہے، سبز رنگ کے اسہال اور سوکھا پن وغیرہ سے اکثر بچے ضائع ہو جاتے ہیں، یہ دوا ان عوارض کیلئے تریاق ہے، اور پھر بڑی عمر والوں کیلئے بھی اسہال اور پیچش وغیرہ میں یہ بہت مفید ہے، قیمت فی شیشی صرف دو روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں، تو آج سے ہی اس کا استعمال شروع کر دیں، جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے اُنہیں فولاد کی طرح چمکاتا، اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے، ایک روپیہ۔ محصول ڈاک علاوہ

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ ہے، مفرح دل اور مقوی دماغ، جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے، بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا سر چکراتا، آنکھوں میں .... اندھیرا آتا، اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بے چینی، گھبراہٹ، سُستی اور اُداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو، جسم میں سخت کمزوری ہو، ان کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا، ایک ماہ کی خوراک جس میں ۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، دردِ شکم، اپھارہ، باؤگولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر کا چکرانا، کرم شکم، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت دینے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر چیز ہے، قیمت صرف ۲ دو روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پائخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضاء اسقدر خراب ہو جاتی ہے، کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو، تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے، اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے، قیمت یکصد گولی صرف ۲ دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بڑی بلا ہے علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے، پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی، قیمت یکصد گولی صرف ۲ دو روپے، محصول ڈاک علاوہ

بتیس ۳۲ سالہ افیون کھانے کی وبا سے نجات مل گئی

مکرم جناب نور احمد خانصاحب گورنمنٹ کنٹرکٹر سانبھر لیک سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کی مرسلہ افیون چھڑاؤ گولیاں ایک شخص کو استعمال کرائی گئیں، یہ صاحب بتیس ۳۲ سال سے افیون کھانے کی وبا میں مبتلا تھے، ان کا افیون کھانا قریباً قریباً چھوٹ گیا ہی گولیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں، تھوڑی گولیوں کی اور ضرورت ہے، لہٰذا آپ یکصد گولیاں بدین خط ہذا بھیجدیجئے

اکسیر جریان

اس نامراد مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں، یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے سر میں درد، طبیعت سرد، چہرہ زرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے دل اُکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی، غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے، ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے، اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت تین روپے رکھی جاتی ہے محصول ڈاک علاوہ

بتیس ۲۰ سالہ احتلام جریان اور سُستی جاتی رہیں

جناب مہدی خاں صاحب گھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ ۲۰ سال کے امراض احتلام، جریان سُستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپکو جزائے خیر دے"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے، لگ جاتا ہے، ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جسکی بُو سے مچھر اسطرح بھاگتا ہے، جس طرح لاحول سے شیطان — اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ، محصول ڈاک علاوہ

بال اُڑانیکی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں، قیمت فی شیشی آٹھ آنے - محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ: منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی کوڑیوں کے مول

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۵ر۱ کے صرف ۲ر۸ پر

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۵ر۱ کے صرف ۲ر۸ پر

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے۔ شری گرنتھ صاحب اور بابا نانک کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی بزور تردید کی ہے، اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل وجان سے مؤید تھے، مثلاً کلمہ طیبہ (۲) نماز و روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے پھر اخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل ومبسوط مضمون تاریخی نقطۂ خیال سے درج ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہانِ اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے، اور سکھوں کی پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا، اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے اسمیں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے، کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے سر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں، سکھ گورؤوں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا، سکھ گورؤوں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل میں سینہ سپر ہوئے، یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا، ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہوتا کہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں، قیمت ۴ر - محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے، جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے، قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے، جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا، اب دوستوں کے اصرار پر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے، اس رسالہ میں ازروئے گرنتھ صاحب ودیگر تاریخی کتب یہ ثابت کیا گیا ہے، کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی، سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بے نظیر تحفہ ہے، قیمت صرف آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آجتک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں، (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور باؤنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) صداقت اسلام پر پنڈت دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ۔ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں، اور آجتک ان میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے، قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ کے ملکانہ لوگوں میں ارتداد کی وبا کا جھکڑ چلا تھا، اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی، اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار، سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں، یہ ان سب پر فائق ہے، مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے، کاغذ لکھائی، چھپائی سب اعلیٰ ہے، قیمت غیر مجلد ۶ر جو تقریباً اصل لاگت ہے، ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو، اسلئے اسکی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ار - گورو کی بانی (گورمکھی میں) ار

یہ آٹھ کتب کا سٹ جس کی قیمت پانچ روپے ایک آنہ ہوتی ہے، اکٹھا خریدنے والوں سے صرف دو روپیہ آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:- مینیجر اخبار نور - نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور پنجاب